ایک
اہم دینی دعوت

حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ

ادارہ اشاعتِ دینیات (پرائیویٹ) لمیٹڈ
idara .com
IDARA ISHA'AT-E-DINIYAT (P) LTD.

www.abulhasanalinadwi.org

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : ایک اہم دینی دعوت
Ek Aham Dini Da'vat

مصنف : حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندویؒ

باہتمام : محمد انس

سن اشاعت : ۲۰۰۲ء

ISBN 81-7101-038-5

Published by:
IDARA ISHA'AT-E-DINIYAT (P) LTD.
168/2, Jha House, Hazrat Nizamuddin, New Delhi-13
Tel.: 6926832, 6926833 Fax: 011-6322787, 4352786
Email: **sales@idara.com** Website: **www.idara.com**

www.abulhasanalinadwi.org

تقریب

(از مولانا محمد منظور نعمانی مدیر الفرقان)

یہ مقالہ ہمارے محترم مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کا مرتب کیا ہوا ہے، اس رسالہ کی تحریر کا اصل موضوع عہد حاضر کی اہم دینی دعوت ہے جس کے بانی کار حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ تھے جو اکثر حلقوں میں انھیں کی تبلیغی و اصلاحی تحریک کے نام سے مشہور و معروف ہے جن کو اس تحریک کے بارے میں اس کے بانی (حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ) کے خیالات خود حضرت مولانا ہی کی زبانی سننے کی سعادت حاصل ہوئی ہوگی وہ انشاء اللہ ضرور یہ محسوس فرمائیں گے کہ اس رسالہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے، وہ گویا حضرت مرحوم ہی کے ارشادات کی تفصیل و تشریح ہے بلکہ جا بجا اس میں حضرت ممدوح کے ارشادات اور بعض مکاتیب کے اقتباسات انہی کے الفاظ میں نقل بھی کیے گئے ہیں۔

یہ مقالہ حضرت مولانا مرحوم کی حیات میں لکھا گیا تھا (بلکہ حضرت مولانا مرحوم نے اسکو من اوّلہٖ الی آخرہٖ سنا بھی تھا اور بہت پسند فرمایا تھا اور چند جگہ کچھ ترمیمیں بھی کرائی تھیں، اور ان ترمیموں کے بعد ہی یہ پہلی دفعہ الفرقان میں شائع ہوا تھا) لیکن افسوس کہ اس کی اشاعت سے قریباً چھ مہینے بعد رجب ۱۳۶۳ھ میں حضرت کا وصال ہوگیا "اللہ پاک انکے درجے بلند فرمائے" اور ان کی دینی دعوت کو سرسبز کرے اور اس سلسلہ میں کوشش کرنے والوں کو اخلاص و قبولیت سے نوازے اور اپنی توفیق خاص سے ان کی رہنمائی اور دستگیری فرمائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ
مدیر "الفرقان"، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	مسلمانوں کی عمومی تعلیم وتربیت	۵
۲	اُمیوں کی تعلیم وتربیت	۵
۳	علم سے پہلے ایمان	۶
۴	متحرک اور عملی درسگاہ	۷
۵	نقوش کے بجائے نفوس	۸
۶	علم دین کے لئے سفر وہجرت	۱۰
۷	دینی تعلیم وتعلّم اور دین کے لئے جدوجہد ہر مسلمان کا جُزوِ زندگی ہے	۱۴
۸	اپنے مشاغل کے ساتھ دین کی تعلیم اور خدمت	۱۶
۹	طریقۂ کار	۱۸
۱۰	چھ اصول	۲۱
۱۱	طالبین پر انحصار	۲۴
۱۲	طلب واحساس کی تبلیغ	۲۶
۱۳	پسماندہ طبقہ کی طرف توجہ	۲۸
۱۴	ایمان واحتساب	۳۱
۱۵	اصلاح وتربیت نفس	۳۹
۱۶	فرائض کے ذریعہ تقرب	۴۱
۱۷	ایک عملی مثال	۵۲
۱۸	مشاہدات وتاثرات	۵۶

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانوں کی عمومی تعلیم و تربیت

اُمیوں کی تعلیم و تربیت

سب جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایک ایسی قوم میں ہوئی جو تقریباً سب کی سب ناخواندہ تھی، یہاں تک کہ قرآن مجید میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت و تعلیم کے تذکرہ میں اس قوم کو اُمیین کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ — وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں

رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (الجمعہ ع ۱) — ایک رسول انھیں میں کا بھیجا۔

اس جہالت کے ساتھ ضلالت کے ایسے درجے میں تھی جس کے لئے قرآن مجید کے ان الفاظ سے زیادہ واضح اور کیا ہو سکتے ہیں۔

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ — اور اس سے پہلے وہ صریح گمراہی

ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ (الجمعہ ع ۱) — اور بھلاوے میں پڑے ہوئے تھے

وَكُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ — تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارے پر

النَّارِ۔ (آل عمران ع ۱۱) — تھے۔

اس خدا ناآشنا اور حرف ناشناس قوم کو صرف کتابی تعلیم دینی نہ تھی، بلکہ کتاب د

www.abulhasanalinadwi.org

حکمت کا عملی علم بخشنا مہذب و آراستہ، پاکیزہ سیرت اور فرشتہ خصلت اور ساری دنیا کا معلم و ہادی و مصلح بنانا تھا۔

يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعہ ع ۱)

(رسول) ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سُناتا ہے ان کو سنوارتا اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

اتنی بڑی قوم میں انقلاب کرنے کے لئے ایسی حالت میں کہ وہ تعلیم و تربیت حاصل کرنے کی کوئی رغبت و آمادگی نہیں رکھتی تھی، بلکہ کچھ سننے کیلئے بھی تیار نہ تھی، کوئی بڑی سے بڑی درسگاہ یا بکثرت درسگاہیں غیر مفید اور ناکافی تھیں، چہ جائیکہ اس وقت کسی ایک تعلیم گاہ کا سامان بھی نہ تھا، اور کسی ایک تعلیم گاہ کیلئے بھی معلم اور طالب علم موجود نہ تھے، پھر اگر کوئی ایسی تعلیم گاہ یا متعدد تعلیم گاہیں قائم بھی ہو جاتیں تو ظاہر ہے کہ ان کا فائدہ اور اثر محدود ہوتا، اور نتیجہ اس سے زیادہ کچھ نہ ہوتا کہ چند ذہین اور شوقین افراد پڑھ لکھ جاتے، ان میں علم کا زعم اور فخر پیدا ہو جاتا اور وہ اپنے کو ایک نوع اور ممتاز طبقہ سمجھنے لگتے اور اس طرح پوری قوم میں پھیلنے کے بجائے علم ایک جگہ بڑی مقدار میں جمع ہو جاتا۔

علم سے پہلے ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمومی انقلاب حال کے لئے اللہ کی ہدایت سے جو طریقہ اختیار فرمایا وہ اپنی کامیابی اور نتائج کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے اور اپنی حکمت و سہولت میں بھی آپ نے اس میں پہلے دین کی طلب اور علم دین کی ضرورت کا احساس پیدا کیا اور اللہ کے وعدوں پر یقین کرنا سکھایا۔ ایک صحابیؓ کا قول ہے:۔

www.abulhasanalinadwi.org

تَعَلَّمْنَا الْاِيْمَانَ ثُمَّ تَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ ہم نے پہلے اللہ کی باتوں پر یقین کرنا سیکھا پھر قرآن کا علم حاصل کیا۔

اسی ایمان کی قوت اور اسی طلب صادق میں انھوں نے گھر چھوڑا مشقتیں برداشت کیں، ان میں سے ہر ایک اپنی نجات اور ہدایت کے لئے ضروری علم حاصل کرنے کی کوشش کرتا، اس کے لئے سفر کو عبادت، اسکی مشقت کو جہاد اور اسکی راہ کی موت کو شہادت سمجھتا اور ہر معلّم اپنا دینی فریضہ سمجھ کر جو کچھ خود جانتا وہ دوسرے کو سکھاتا۔

متحرک اور عملی درسگاہ اس تعلیم و تعلم کی ساخت شروع سے ایسی رکھی کہ علم کے ساتھ عمل، عمل کے ساتھ علم، علم کے ساتھ تعلیم اور تعلیم کے ساتھ تعلم کا سلسلہ چلتا رہتا، پوری اسلامی آبادی ایک متحرک اور وسیع عملی درسگاہ تھی، جس میں ہر ایک اپنے لئے طالب علم تھا اور دوسرے کے لئے معلّم، اس علم کے سبق تنہائیوں میں نہیں یاد کئے جاتے تھے بلکہ لوگوں میں یاد کرانے میں، دین کو لوگوں میں پھیلانے میں اور اس کی خاطر تکلیفیں جھیلنے اور اس راہ میں جو مصائب پیش آئیں ان کو خوشی سے گوارا کرنے میں اس کے نقوش دل پر ثبت کئے جاتے تھے، تعلیم و اصلاح اور تزکیۂ نفس کا کام لوگوں کے ملنے جلنے، معاملہ کرنے اور عملی زندگی ہی میں انجام کو پہنچتا تھا یوں سمجھئے کہ وہاں پانی میں پیرنے کے اصول و قواعد خشکی پر نہیں بتائے جاتے تھے اور نہ ہاتھوں پر پیرایا جاتا تھا۔ بلکہ زندگی کے منجدھار میں ڈال کر ہاتھ پاؤں مارنے کی مشق کرائی جاتی تھی، جس شخص نے کلمہ سیکھ لیا اور خدا اور رسول کو برحق مان لیا، وہ رزق طلبی کے بجائے خدا طلبی میں لگ گیا اور اس

www.abulhasanalinadwi.org

نے غرض پروری کے بجائے دین پروری میں اپنی جان کو بے قیمت کر دیا، وہ اسلام لاتے ہی آزمائشوں کی بھٹی میں پڑ گیا اور امتحان کی کسوٹی پر چڑھ گیا اور تھوڑی مدت میں خالص سونا بن کر نکلا۔

نقوش کے بجائے نفوس یہ تعلیم عملی تھی، جو جہاد کے میدانوں اور کاروبار کی مشغولیتوں، خانگی زندگی کے جھمیلوں اور سفر کی منزلوں میں ہوتی تھی، اس تعلیم کا ذریعہ کتابوں کے جامد نقوش نہ تھے بلکہ چلتے پھرتے نفوس تھے، جن کی صحبت و رفاقت سے ہر موقع اور ہر ضرورت کی عملی تعلیم ملتی، جن کے ساتھ رہ کر دین کے صرف نظریات و وسائل معلوم نہ ہوتے بلکہ اس کا سلیقہ اور ملکہ پیدا ہوتا جس طرح اہل زبان میں رہ کر زبان سیکھی جاتی ہے اور مہذب و شائستہ لوگوں کی صحبت و اختلاط سے تہذیب و شائستگی اور حسن معاشرت کی تعلیم حاصل کی جاتی ہے اسی طرح اہل دین کے ساتھ رہ کر بالکل فطری طریقہ پر دین کی تعلیم و تربیت حاصل کی جاتی تھی یہ دین کی تعلیم کا ایسا ہی فطری، سہل اور عمومی طریقہ ہے جیسا اہل زبان کی صحبت سے زبان سیکھنے کا۔

صحبت و اختلاط سے دین اور علم دین سکھانا کتابوں کے نقوش کے بجائے انسانی نفوس کے ذریعہ تعلیم دینا انبیاء علیہم السلام کا امتیاز اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا بالخصوص طرز خاص ہے، آپ کے یہاں ایک کتاب سے لیکر دوسری کتاب میں نقل کرنا نہیں تھا، آپ صاحب عرش سے لیتے تھے اور قلوب خلق پر لکھتے تھے، پھر ان کے ذریعہ دوسروں کو تعلیم دیتے تھے، اس طرز سے بلا کسی ساز و سامان کے لاکھوں انسان بہت تھوڑے وقت میں ضروری علم حاصل کر سکتے ہیں

www.abulhasanalinadwi.org

اور اس تعلیم میں بے عملی اور بے اثری کے وہ نقائص بھی نہیں ہیں جو محض نقلی تعلیم میں پائے جاتے ہیں۔

کتابیں حقیقت میں میزان کا درجہ رکھتی ہیں جن سے غلطی اور صحت معلوم کی جا سکتی ہے، کیونکہ بقول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُسْتَنًّا	جس کو اپنے لئے کسی کو نمونہ بنانا ہو
فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ	وہ سلف کو نمونہ بنائے، اس لئے
فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ	کہ زندہ، دور آزمائش میں ہے اسکی
الْفِتْنَةُ،	طرف سے تغیر کا اطمینان نہیں۔

اور سلف کی اقتدا کا بڑا ذریعہ کتاب ہے اس سے مطابقت ضروری ہے مگر کتابوں اور قلمی صحیفوں سے پورا نفع صحبت اور علمی نمونہ کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا، اور صحبت اور عمل ہی سے ان کتابوں سے استفادہ کی استعداد پیدا ہوتی ہے لیکن غلطی یہ ہوئی کہ کتابوں ہی کو علم دین کے حصول کے لئے کافی سمجھا جانے لگا۔

نیز کتابی تعلیم پر اکتفا کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ علم دین کا حصول ایک نہایت دشوار اور طولِ عمل بن کر رہ گیا اور اس کا دائرہ بہت محدود ہو گیا، مشغول اور معذور لوگ علم سے محروم اور اس کے حصول سے مایوس ہو گئے اور امت کا ایک نہایت مختصر گروہ جو زندگی کا ایک معتد بہ حصہ مذہبی تعلیم کے لئے بالکل فارغ کر سکتا تھا، اور اپنے کو اسی کے لئے وقف کر سکتا تھا، وہی دین کے تعلیم و تعلّم کے لئے مخصوص و نامزد ہو کر رہ گیا اور مسلمانوں کی بڑی جماعت علمِ دین سے بے بہرہ اور اس کے حصول سے بالکل ناامید ہو گئی۔

www.abulhasanalinadwi.org

نیز اگر یہ صحیح ہے کہ معلم کا اثر متعلم پر پڑتا ہے تو ماننا پڑے گا کہ کتابوں کے جامد نقوش سے جمود پیدا ہوگا اور متحرک و سرگرم انسانوں سے حرکت و سرگرمی اور عمل کی طاقت پیدا ہوگی، اسی طرح دین کا فہم صحیح اور حکمتِ عملی بھی صحبت و رفاقت اور حرکت و عمل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی کہ ایک صحیح حرکت ہزار پردے اٹھا دیتی ہے۔

صحابہ کرامؓ نے صحبت و خدمت ہی سے دین اور علم دین حاصل کیا اور اپنے دین و علم دین کی خصوصیات میں قیامت تک ممتاز ہیں ان کو دین کی حقیقت اور علم کی روح اور اس کا مغز حاصل تھا، ان کے اس امتیاز کے لئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے الفاظ سے زیادہ گہرے اور سچے الفاظ نہیں مل سکتے۔

أُولٰئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَرُّ النَّاسِ قُلُوْبًا وَأَعْمَقُهُمْ عِلْمًا وَأَقَلُّهُمْ تَكَلُّفًا	صحابہؓ لوگوں میں سب سے زیادہ دل کے سچے علم کے گہرے اور تکلف سے دور تھے۔

علم دین کے لئے سفر و ہجرت

مندرجہ بالا خصوصیت کے علاوہ ایک خاص چیز یہ تھی کہ مسلمانوں کو ضروری علم دین حاصل کرنے کے لئے اپنے ماحول سے نکلنے اور ان مشاغل کو عارضی طور پر چھوڑنے کی دعوت دی گئی جن میں وہ منہمک تھے اور جن کی موجودگی میں وہ علم کے لئے یکسو اور فارغ البال نہیں ہو سکتے تھے اور اس ماحول اور اپنے مخصوص حالات میں اپنی زندگی میں کوئی تبدیلی اور مؤثر انقلاب پیدا نہیں کر سکتے تھے، ہجرت کے بعد مدینہ ہی ایک ایسا مرکز تھا جس میں پورا اسلامی ماحول پایا جاتا تھا اور دین وہاں زندہ اور متحرک شکل میں

www.abulhasanalinadwi.org

دیکھا جاسکتا تھا، اس لئے عرب کے تمام نئے مسلمانوں کو اپنے اپنے مقامات سے اس اسلامی ماحول میں آنے اور دین سیکھ کر جانے کی دعوت دی گئی۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا	اور ایسے تو نہیں کہ مسلمان سارے کے
كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ	سارے نکل جاویں پس کیوں نہ نکلے
فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا	ہر جماعت میں سے اس کا ایک حصہ
فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ	تاکہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور اپنی قوم
اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ	کو ڈرائیں جب انکی طرف لوٹ کر آئیں
يَحْذَرُوْنَ ۝ (توبہ ع ۱۴)	شاید کہ وہ بچیں اور ڈریں۔

دین اور علم دین کے حصول کے لئے کسی درجہ کی عملی جد وجہد، مالی وجانی ایثار وقربانی اور جسمانی محنت ومشقت کی بھی شرط تھی، دین کی محبت وطلب صادق کا امتحان یہ تھا کہ انسان اسکی خاطر اپنے مالوفات کو (جن چیزوں سے وہ مانوس ہے) چھوڑ دینے کے لئے تیار ہو جائے کہ انسان کے لئے سب سے بڑا جہاد مالوفات کا ترک اور نفس کی مخالفت ہے یہ باتِ ترک وطن میں بآسانی حاصل ہوتی ہے کہ وطن صدہا مالوفات ومرغوبات کا جامع ہے اور اس کی مفارقت نفس پر بیحد گراں ہے، اسی کا نام قرآن وحدیث کی وسیع اصطلاح میں "ہجرت" ہے، منافقین کے بارہ میں فرمایا گیا ہے:۔

فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ	ان میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ
حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (نساء ع ۱۲)	جبتک اللہ کی راہ میں وطن نہ چھوڑیں

یہ آیت مدنی ہے اور یہ معلوم ہے کہ منافقین مدینہ اور اطرافِ مدینہ ہی میں

www.abulhasanalinadwi.org

پائے جاتے تھے، سورۂ توبہ کی آیت ہے۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ	بعضے تمہارے گرد کے گنواروں میں
مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ	سے منافق ہیں اور بعضے مدینہ
مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ	والے کہ نفاق پر پختہ اور خوگر ہوگئے
(التوبہ ع ۱۲)	ہیں۔

اس لئے اس سے مراد یا تو اطراف و جوانب کے منافقین کی مدینہ کی جانب ہجرت ہے یا منافقینِ مدینہ کا راہِ خدا اور جہاد فی سبیل اللہ میں عارضی ترکِ وطن اور مسافرت و غربت۔

حقیقت یہ ہے کہ ذاتی جد و جہد اور شخصی طلب اور عزم کے بغیر دین اور علم دین کے صحیح ثمرات حاصل نہیں ہونے پاتے، دین کی اللہ کے یہاں جو قدر ہے اس کے اور اللہ کی غیرت کے خلاف ہے کہ وہ کسی کو بلا طلب مل جائے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے ہدایت و رحمت کو اپنے راستہ میں جد و جہد کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ	جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے
هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ	وطن چھوڑا اور لڑے، اللہ کی راہ
اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ	میں یہی لوگ اللہ کی رحمت کے
اللَّهِ (البقرہ ع ۲۷)	امیدوار ہیں۔

مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے اپنے ایک گرامی نامہ میں ایک صاحب کو جو خط و کتابت کے ذریعہ استفادہ کرتے تھے تحریر فرمایا ہے۔

اَلْاَجْرُ عَلٰی قَدَرِ النَّصَبِ (اجر بقدر مشقت) ڈاکیوں اور وسائط کی ڈڈھو

ہرگز اپنی ذاتی مشقت کا بدل نہیں ہوسکتی، عاداتِ خداوندی عموماً دین میں اپنی جد وجہد کی مقدار کے ساتھ وابستہ ہیں، آدمی کسی مقصد کے لیے جتنا اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے اور تکالیف کو جھیلنے کے ذریعہ اپنے حالات، جوارح، قلب اور قوتوں کی شکستگی اور تعب وانکسار کو پہنچاتا ہے، اتنا ہی حق تعالیٰ کی رحمت کے نزول کا سبب ہوتا ہے، کسی راہ کی ذلت کو اُٹھائے بغیر اس کی عزت کو پہنچنا عادتاً نہیں ہوتا۔

ایک دوسرے گرامی نامہ میں فرماتے ہیں:۔

"ہم مادیات میں اس وقت ایسے پھنسے ہوئے ہیں کہ طبائع کا طبائع سے حصہ لینے کا دستور چھوٹ چکا اور عملی جد وجہد میں خون پسینہ ایک کرکے اور جہد کا حق ادا کرکے جو شریعت کے تعلم وتعلیم کی اصلی صورت تھی معدوم کرکے اب افادہ واستفادہ بیچاری ایک زبان ہی کے اوپر رہ گیا ہے۔

ایک تیسرے والا نامہ میں فرماتے ہیں:۔

"اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے اپنی سنتِ ازلیہ میں جو ناقابلِ تبدیل اور غیر لائقِ تحویل ہے ہدایت کو جد وجہد کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے، سو جد وجہد کرنے کرنے جو چیز خود طبیعت پر منکشف ہو، وہ طبیعت کا منشرح کرنے والا، حقیقتِ علم کو کھولنے والا اطمانیت حقیقیہ اور ذوقِ ایمان کا ذائقہ چکھانے والا اور دل ودماغ کو کسی ناقابلِ بیان کیفیت سے متکیف اور حقیقت آشنا کرنے والا علم ہے اور جو سچی اور واقعی بات بلا

www.abulhasanalinadwi.org

جدوجہد محض تقریر اور تحریر سے پیدا ہو وہ محض زعم کا پیدا کرنیوالا
علم اور حقیقت کا حجاب ہے جس کو بزرگوں نے العلم الحجاب الاکبر لکھا
ہے، یہی راہ مولیٰ میں سدِ سکندری ہے۔"

دینی تعلم و تعلیم اور دین کیلئے جدوجہد ہر مسلمان کا جزوِ زندگی ہے

قرآن و حدیث سے وضاحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ دین کا ضروری علم حاصل کرنا دین کی تعلیم دوسروں تک پہنچانا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، اور دین کے فروغ اور عروج کی کوشش کرتے رہنا ہر مسلمان کا فریضہ اور جزوِ زندگی ہے، عہد رسالت میں ہر مسلمان خواہ وہ کاشتکار ہو یا تاجر، فقیر ہو یا دولتمند، جاہل ہو یا عالم، طلبِ دین اور خدمت دین کے لئے کچھ وقت صَرف کرتا تھا، فراغت فرصت میں وہ کسب معاش اور ضروری مشاغل زندگی میں بھی مشغول ہوتا تھا لیکن دینی ضرورت کے وقت اس کو سارے مشاغل کو ملتوی کر کے اس میں شرکت کرنی ضروری تھی جنھوں نے اس میں پہلو تہی کی یا اپنے مشاغل و مالوفات کو ترک نہ کرسکے ان کے عتاب سے سورۂ توبہ لبریز ہے، حضرت کعب بن مالکؓ جو غزوۂ تبوک میں شریک نہیں ہوئے تھے اس طرح معتوب ہوئے کہ اسی شہر مدینہ کو جس کی رونق اور دلچسپیوں میں وہ باقی رہ گئے تھے ان کے لئے عملاً شہر خموشاں بنا دیا گیا جہاں اس بھرے شہر میں ان سے کوئی بات کرنے والا اور انکی بات کا جواب دینے والا نہ تھا۔

ایک بڑا انقلاب یہ ہوا کہ دین کا سیکھنا اور دین کی خدمت اور اس کے لئے سعی و عمل فرداً فرداً ہر مسلمان کا ضروری جزو زندگی اور فریضہ نہیں رہا بلکہ مجموعی طور

www.abulhasanalinadwi.org

پر امت کے کاموں کا ایک جز بن کر رہ گیا، اس کے لئے امت کے چند افراد مخصوص کر دیئے گئے، اور عام افراد اس سے مستثنیٰ اور معاف سمجھ لئے گئے، حالانکہ قرآن مجید میں مسلمانوں کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ	اور ایمان والے مرد اور عورتیں
بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ	ایک دوسرے کے مددگار ہیں، نیک
بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ	بات سکھاتے ہیں اور بری بات سے
الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ	منع کرتے ہیں، نماز کو قائم رکھتے ہیں،
وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ	اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اسکے
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (التوبہ ع ۹)	رسول کے حکم پر چلتے ہیں۔

اس موقع پر مسلمانوں کو ایمان کی صفت کے ساتھ یاد کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اعمال مومنین کے عمومی کام ہیں اور ایمان کی علت ہے۔

یہ تغیر ایک طرح کی عملی تحریف تھی جو مسلمانوں کی زندگی میں پیش آئی، عہد رسالت اور صحابہؓ میں کوئی ایسا استثناء اور تخصیص نہ تھی، طلب دین اور خدمت دین اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق ایک عمومی فریضہ تھا جس سے نہ مدینہ کا تاجر مستثنیٰ تھا، نہ کاشتکار و مزارع، انصارؓ کی ایک جماعت نے جب کچھ مدت کے لئے اپنے کاروبار کی اصلاح و خبر گیری اور گھر رہنے کے لئے جہاد سے رخصت چاہی کہ اب تو اسلام کی اشاعت بہت ہو گئی ہے اور اس کے خدمت گزار بہت پیدا ہو گئے ہیں(۱) تو یہ آیت نازل ہوئی:

---

(۱) روایت حضرت ابو ایوب انصاریؓ (ابو داؤد و ترمذی و نسائی وغیرہ)

www.abulhasanalinadwi.org

وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ — اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

گویا خدمتِ دین اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کی کوشش سے علیحدگی خودکشی کے مرادف ہے۔ دوسرا ایک خطرناک خیال یہ پیدا ہو گیا کہ ہم سب معاش کے ساتھ دین کا علم حاصل نہیں کر سکتے اور دین کی خدمت انجام دینے کے اہل نہیں، اگر ہم اس کا حوصلہ رکھتے ہیں تو ہم کو اپنے معاشی مشاغل کو یک قلم خیرباد کہہ دینا چاہیئے۔ ظاہر ہے کہ یہ قربانی اور یہ اہم اقدام بہت تھوڑے اہلِ ہمت کر سکتے ہیں، اس لئے دین کے طالب علم اور دین کے خادم کمیاب اور رفتہ رفتہ عنقا کی طرح نایاب ہونے لگے، اور عام مسلمان جو اپنے مشاغل اور اہل و عیال کی خدمت میں منہمک تھے اور ان کو ترک نہیں کر سکتے تھے ناامید اور خدمت دین کی سعادت سے اپنے کو محروم سمجھنے لگے اور بالآخر ان مشاغل پر ان کو دنیاوی مشاغل سمجھتے ہوئے قانع ہو گئے وَرَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِھَا کے مصداق بن کر طلبِ علم کی سعادت و حصولِ دین کی نعمت اور خدمتِ دین کی دولت سے محروم، دنیا سے خالی ہاتھ چلے گئے، حالانکہ صحابۂ کرامؓ خدمتِ دین کے علاوہ اپنے معاشی مشاغل رکھتے تھے، ان میں بکثرت تاجر تھے، مزارع بھی تھے، اہلِ حرفہ بھی تھے، لیکن نہ انھوں نے طلبِ علم چھوڑا اور نہ دین کی خدمت سے مستغنی ہوئے۔

ان میں جو لوگ خاص طور پر "قرّاء" طالب علم اور عالم کہلاتے تھے، ان کا بھی حال یہ تھا کہ دن کو مزدوری یا تجارت کرتے تھے اور رات کو پڑھتے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

عن انس بن مالک قال اَفَلَا اُحَدِّثُكُمْ عَنْ اِخْوَانِكُمُ الَّذِيْنَ
كُنَّا نُسَمِّيْهِمْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْقُرَّاءَ فَذَكَرَ اَنَّهُمْ كَانُوْا سَبْعِيْنَ فَكَانُوْا اِذَا جَنَّهُمُ
اللَّيْلُ انْطَلَقُوْا اِلٰى مُعَلِّمٍ لَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ فَيَدْرُسُوْنَ
اللَّيْلَ حَتّٰى يُصْبِحُوْا فَاِذَا اَصْبَحُوْا فَمَنْ كَانَتْ لَهُ قُوَّةٌ
اِسْتَعْذَبَ مِنَ الْمَاءِ وَاَصَابَ مِنَ الْحَطَبِ وَمَنْ كَانَتْ
عِنْدَهُ سَعَةٌ اِجْتَمَعُوْا فَاشْتَرَوُا الشَّاةَ وَاَصْلَحُوْهَا فَيُصْبِحُ
ذٰلِكَ مُعَلَّقًا بِحُجَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے فرمایا کیا میں تمہیں تمہارے
ان بھائیوں کے متعلق خبر نہ دوں جن کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ میں "قرّاء" کے نام سے پکارا کرتے تھے، وہ تعداد میں ستّر تھے
رات کو مدینہ میں اپنے اُستاد کے پاس جاتے اور صبح تک پڑھتے رہتے
صبح کو ان میں سے جو طاقتور ہوتے وہ میٹھا پانی بھر کر لاتے اور مزدوری
کرتے یا لکڑی کاٹ کر لاتے اور فروخت کرتے، جن کو گنجائش ہوتی وہ جمع
ہو کر بکری خرید کر لیتے اس کو بنا لیتے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حجروں کے پاس لٹکی رہتی۔ (مسند احمد بن حنبل ص۱۳۷ ج ۳)

اس طلبِ علم کا اتنا اہتمام تھا کہ اگر بعض لوگ روزانہ مجلس نبوی میں حاضر نہ ہو سکتے
تو باری باری سے ایک دن حاضر ہوتے اور جو کچھ اس مجلس میں پیش آتا اس کی
اپنے رفیق کے ذریعہ اطلاع حاصل کرتے، جس دن وہ حاضر نہ ہو سکتے اس دن ۲

www.abulhasanalinadwi.org

ان کو ایک بے کلی سی رہتی، اپنے کام میں ہوتے لیکن "دست بکار دل بیار" دل لگا رہتا کہ معلوم نہیں وہاں کیا ہو رہا ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اِنِّیْ کُنْتُ وَجَارٌ لِّیْ مِنَ الْاَنْصَارِ فِیْ حَیِّ بَنِیْ اُمَیَّةَ بْنِ زَیْدٍ وَّھِیَ مِنْ عَوَالِی الْمَدِیْنَةِ وَکُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَنْزِلُ یَوْمًا وَاَنْزِلُ یَوْمًا فَاِذَا اَنْزَلْتُ جِئْتُہٗ مِنْ خَبَرِ ذٰلِکَ الْیَوْمِ مِنَ الْاَمْرِ وَغَیْرِہٖ وَاِذَا اَنْزَلَ فَعَلَ مِثْلَہٗ[1]

ترجمہ:۔ میں اور میرا انصاری پڑوسی بنی امیہ بن زید کے محلہ میں (جو مضافات مدینہ میں تھا) رہتے تھے ہم دونوں باری باری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتے، ایک دن وہ حاضر ہوتا اور ایک دن میں، جس دن میں حاضر ہوتا اس دن کی اطلاع اور احکام وغیرہ اس کو پہنچا دیتا اور جس دن وہ حاضر ہوتا اس دن کی اطلاعات اور احکام مجھے پہونچا دیتا۔

طریق کار بس آج یہ اُمت کی بڑی ضرورت ہے کہ دین کے سیکھنے کا نبوی اور فطری طریقہ دوبارہ زندہ کیا جائے، کتابی نقوش کے ساتھ زندہ نفوس سے استفادہ کو (جو کہیں زیادہ آسان اور عمومی طریق تعلیم ہے) ضم کیا جائے متمکن دینی اداروں اور اسلامی درسگاہوں کے ماتحت کچھ چلتی پھرتی درسگاہیں، جیتی جاگتی خانقاہیں اور بولتے چالتے صحیفے ہوں جو علوم نبویہ کے ان سمندروں سے (دینی مدارس) مشکیں

---

(۱) صحیح بخاری جزء اول باب الغرفۃ والعلیۃ ابواب المظالم والقصاص

www.abulhasanalinadwi.org

پھیر پھر کر عام زندگی کی کشت زاروں میں تاجروں کی تجارتوں، مزارعین کی زراعتوں اور اہل صنعت کی صنعتوں میں دین کا آبحیات پہنچائیں۔

(۲) دین کے لئے عملی جد وجہد، علم کے لئے نقل وحرکت اور سعی وعمل کو جس کا رواج مدت دراز سے جاتا رہا پھر فروغ دیا جائے کہ اسلام کی فطری ساخت اور علم دین کی وضع وفطرت یہی ہے اور اللہ کی سنت اسی طرح جاری ہے۔

(۳) دین کی تعلیم وتعلم اور دین کی خدمت وسعی کو مسلمانوں کی زندگی کا جزو لاینفک بنانے کی کوشش کی جائے اور اس کی دعوت دی جائے کہ مسلمان اپنے مشاغل وفکر معاش کو اس کے ماتحت کردیں کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ کے ارشاد کے مطابق اصل زندگی یہی ہے اور کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ کی تصریح کے مطابق مسلمان اسی لئے پیدا ہوا ہے، البتہ اس سے جو وقت بچے وہ راحت اور بیکاری کے بجائے حصول معاش میں صرف کیا جائے کہ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ اللہ تعالیٰ کمانے والے مومن کو دوست رکھتا ہے۔

(۴) جو لوگ عموماً اپنے ماحول میں گھرے رہ کر اور اپنے مشاغل ومعمولات میں پھنس کر دین حاصل کرنے کے لئے وقت نہیں نکال سکتے نہ اس کی طرف پوری توجہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کے پورے اثرات قبول کر سکتے ہیں اس لئے ان کو عارضی ترک وطن اور غربت کے اختیار کرنے پر آمادہ کیا جائے جس میں وہ کچھ مدت کے لئے یکسو اور فارغ البال ہو کر دین حاصل کر سکیں اور اہل دین کی صحبت وخدمت سے استفادہ کر سکیں، ایک شرعی نظام اور ایک دینی زندگی میں رہنے کی ان کو عادت پڑ سکے،

www.abulhasanalinadwi.org

ان کے لئے اور ان کے رفقاء کے ذریعہ ایک بہتر دینی ماحول بنایا جائے جو ان کو اپنے وطن اور مشاغل میں میسر نہیں آسکتا، ان کا یہ نکلنا خود ان کے لئے اور دوسروں کے لئے مفید و مبارک سبق آموز اور انقلاب انگیز ہو۔ یہ وہ اصول و مقاصد ہیں جن کے ماتحت مولانا الیاس صاحب مسلمانوں کے ہر طبقہ کو دین کی تعلیم و تعلم کے لئے گھر سے باہر نکلنے، ترک وطن کرنے اور ایک خاص نظام کے ماتحت سفر اور نقل و حرکت کرنے کی دعوت و ترغیب دیتے ہیں، اپنے ایک گرامی نامہ میں اسی مقصد کی وضاحت فرماتے ہیں:۔

"ہم نے جماعتیں بنا کر دین کی باتوں کے لئے نکلنا چھوڑ دیا، حالانکہ یہی بنیادی اصل تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود پھرا کرتے تھے اور جس نے ہاتھ میں ہاتھ دیا وہ بھی مجنونانہ پھرا کرتا تھا، مکہ کے زمانہ میں مسلمین کی مقدار افراد کے درجہ میں تھی تو ہر فرد مسلم ہونے کے بعد بطور فردیت و شخصیت کے منفرداً دوسروں پر حق پیش کرنے کے لئے کوشش کرتا رہا مدینہ میں اجتماعی اور متمدن زندگی تھی، وہاں پہنچتے ہی آپؐ نے ہر چہار طرف جماعتیں روانہ کرنی شروع کر دیں اور جو بڑھتے گئے وہ عسکریت کی طرف بڑھتے گئے، سکونی زندگی صرف انھیں کو حاصل تھی جو پھرنے والوں کے لئے (دفتہ) مرجع اور پھراتے رہنے کا ذریعہ بن سکیں، غرض پھرنا اور دین کیلئے جدوجہد اور نقل و حرکت میں رہنا اصل تھا۔ جب یہ چھوٹ گیا جب ہی خلافت ختم ہو گئی۔

اس نکلنے کی حالت میں کیا ہوگا، کیا دعوت دی جائے گی؟ اس کا جواب

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا ہی کے الفاظ میں سنئے :۔

"اصل تبلیغ صرف دو امر کی ہے، باقی اس کی صورت گری اور تشکیل ہے،

ان دو چیزوں میں ایک مادّی ہے اور ایک روحانی، مادّی سے مراد

جوارح سے تعلق رکھنے والی سو وہ تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی لائی ہوئی باتوں کو پھیلانے کے لئے ملک بہ ملک اور اقلیم بہ اقلیم

جماعتیں بنا کر پھرنے کی سنت کو زندہ کرکے فروغ دینا اور پائیدار

کرنا ہے، روحانی سے مراد جذبات کی تبلیغ یعنی حق تعالیٰ کے حکم پر

جان دینے کا رواج ڈالنا جس کو اس آیت میں ارشاد فرمایا :۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا

تَسْلِيمًا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ٥

یعنی اللہ کی باتوں اور اوامر خداوندی میں جان کا بے قیمت اور نفس کا

ذلیل ہوجانا۔

چھٹا اصول نکلنے کے وقت حضورؐ کی لائی ہوئی چیزوں میں جو چیز زیادہ سے زیادہ اہم ہے اس میں اسی کی حیثیت سے کوشش کرنا چاہیئے۔

(۱) کلمہ کی تصحیح و تبلیغ اس وقت بدقسمتی سے ہم کلمہ تک سے ناآشنا ہو رہے ہیں، اس لئے سب سے پہلے اسی کلمہ طیبہ کی تبلیغ ہے جو کہ خدا کی خدائی کا اقرار نامہ ہے۔ یعنی اللہ کے حکم پر جان دینے کے علاوہ درحقیقت ہمارا کوئی بھی مشغلہ نہ ہوگا۔

www.abulhasanalinadwi.org

(۲) نماز کی تصحیح و ترقی کلمہ کے لفظوں کی تصحیح کرنے کے بعد نماز کے اندر کی چیزوں کی تصحیح کرنے اور نمازوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز بنانے کی کوشش میں لگے رہنا۔

(۳) تحصیل علم و ذکر تین وقتوں کو (صبح و شام اور کچھ حصۂ شب کا) اپنی حیثیت کے مناسب تحصیل علم و ذکر میں مشغول رکھنا۔

(۴) تفریغ وقت ان چیزوں کو پھیلانے کے لئے اصل فریضۂ محمدیؐ سمجھ کر نکلنا، یعنی ملک بہ ملک رواج دینا۔

(۵) خلق اس پھرنے میں خلق کی مشق کرنے کی نیت رکھنا اپنے فرائض کی ادائیگی کی سرگرمی خواہ خالق کے ساتھ متعلق ہوں یا خلق کے ساتھ کیونکہ ہر شخص سے اپنے ہی متعلق سوال ہوگا۔

(۶) تصحیح نیت ہر عمل کے بارے میں اللہ نے جو وعدے وعید فرمائے ہیں، ان کے موافق اس امر کی تعمیل کے ذریعہ اللہ کی رضا اور موت کے بعد دائمی زندگی کی درستی کی کوشش کرنا۔

دین سیکھنے کے لئے اور اللہ و رسول کی باتیں دوسروں تک پہنچانے اور پھیلانے کے لئے یہ نقل و حرکت، یہ سفر اور عارضی غربت، چند مرغوبات و مالوفات کی یہ عارضی مفارقت، معمولات و عادات کی خفیف سی تبدیلی، دین کے لئے جدوجہد قربانی کا ادنیٰ درجہ ہے جس کے بغیر دین کے برکات و ثمرات کا حصول مشکل ہے اور جو اس نعمت عظمیٰ (اسلام) کی شکر گزاری کا سہل ترین طریق ہے۔

''جس مذہب کے لئے ہزارہا جانوں کا طیب خاطر سے پیش کر دینا،

www.abulhasanalinadwi.org

اس کی قیمت کے لیے کافی نہیں ہوسکتا، اور جب مذہب کی اصلی قیمت سوزشِ جگر اور خون دیدہ بہانا تھی اس کے لیے ہمارا یہ برائے نام قدموں کا اٹھانا اور اس قدر ضعیف اور کم مقدار اپنی مخلوق کا وابستہ رکھنا اصلی فریضہ سے کچھ نسبت نہیں رکھتا، لیکن خدائے پاک کی ذرّہ نوازی اور مراحم خسروانہ اور اخیر زمانہ والوں کیلئے انکی مساعی پر صحابہؓ کے پچاس کے برابر اجر و ثواب کے ملنے کی خوشخبریاں اور سچے وعدے اور لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا کی جیسی بشارتیں ہماری ان مساعی کے بارے میں بڑی امیدیں دلا رہی ہیں۔"(۱)

مولانا محمد الیاس صاحب نے ایک نیاز مند کو اسکی علالت کے زمانہ میں جو ایک ایسے ہی تبلیغی سفر میں پیش آئی تھی ایک مرتبہ تحریر فرمایا:۔

"میرا تو جی چاہتا ہے کہ اس پر مبارک باد دوں کو اس چودھویں صدی میں محض جہد فی سبیل اللہ والا سفر مرض کا سبب ہوا۔

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ

وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ(۲)

صورۃً یہ بیماری اس سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی کہ دنیا میں جیسے ہزاروں کو بخار آتے ہیں ایک آپ کو بھی آگیا۔ ایک ایسے زمانہ میں کہ روٹیوں کے واسطے جانیں جارہی ہوں، دین کی کوشش میں بخار کا آجانا کچھ

---

(۱) مکتوب مولانا محمد الیاس صاحبؒ

(۲) حدیث کے الفاظ ہیں، ترجمہ:۔ تو ایک ذراسی انگلی ہے جو خون آلود ہوئی اور کیا بڑی بات ہے اللہ ہی کے راستہ میں تو تجھ کو یہ پیش آیا۔

www.abulhasanalinadwi.org

بڑی بات نہیں، لیکن یہ بخاراس نسبت بیں روئے زمین پر غالباً ممتاز ہوگا کہ بظاہر اس کا سبب ایک ایسی چیز کیلئے قدم اٹھانا ہے کہ وہ طرز زندگی اگر رائج ہوجائے اور جانیں جاکر بھی اگر یہ راستہ کھل جائے تو امّتِ محمدی کے نہایت مشغول رہنے والے اور اپنے مشاغل سے فارغ نہ ہوسکنے والے افراد کو رشد و ہدایت سے پورا پورا حصّہ ملنے کا مُردہ طریق زندہ اور پائدار ہوجائے گا۔

طالبین پر انحصار

قرون اولیٰ کے مقابلہ بیں تعلیم و تبلیغ بیں ایک عظیم تغیر یہ ہوا کہ تعلیم کا دائرہ طالبین کے لئے محدود ہوکر رہ گیا، اہلِ طلب کے لئے تعلیم واصلاح اور ہدایت وارشاد کا پورا اہتمام تھا لیکن جن کو اب مرض کا احساس ہی سرے سے نہیں اور جو طلب سے خالی ہیں انکی طرف سے توجہ بالکل ہٹ گئی، حالانکہ ان بیں طلب کی تبلیغ کی ضرورت تھی، انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے وقت سارا عالم مستغنی اور سود وزیاں سے بے پروا ہوتا ہے، یہ حضرات انھیں بیں طالب پیدا کرتے ہیں اور کام کے آدمی حاصل کر لیتے ہیں۔ بے طلبوں اور بے حسوں میں طلب واحساس پیدا کرنے ہی کا نام تبلیغ ہے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں اسی مضمون کو بڑی خوبی اور وضاحت کیساتھ لکھا ہے فرماتے ہیں:۔

وان کان لا یدری ان ما یرتکبه ذنب فعلی العالم ان یعرفه ذلك بان یتکفل کل عالم باقلیم او بلدة او محلة او مسجد او مشهد یعلم اهله

www.abulhasanalinadwi.org

دینهم ویمیز ما یضرهم عما ینفعهم وما یشقیهم عما یسعدهم ولا ینبغی ان یصبر الی ان یسال عنه بل ینبغی ان یتصدی لدعوة الناس الی نفسه فانهم ورثة الانبیاء والانبیاء ما ترکوا الناس علی جهلهم بل کانوا ینادونهم فی مجامعهم ویدورون علی ابواب دورهم فی الابتداء ویطلبون واحدا فیرشدونهم فان مرضی القلوب لا یعرفون مرضهم کما ان الذی ظهر علی وجهه برص ولا مرأة معه لا یعرف مرضه مالم یعرفه غیره وهذا فرض عین علی العلماء کافة کل قریة وفی کل محلة فقیها متدینا یعلم الناس دینهم فان الخلق لا یولدون الا جهالا فلا بد من تبلیغ الدعوة الیهم فی الاصل والفرع والدنیا دار المرضی اذ لیس فی بطن الارض الا میت ولا علی ظهرها الا سقیم ومرضی القلوب اکثر من مرضی الابدان،

(الربع الرابع من کتاب الاحیاء باب دواء التوبة)

ترجمہ:۔ اگر کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ جس کا مرتکب ہو رہا ہے وہ گناہ ہے تو عالم کا فرض ہے کہ اس کو اس بات سے خبردار کر دے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک عالم ایک ایک علاقہ یا محلہ یا مسجد یا مجلس یا اجتماع کا ذمہ لے کہ وہاں کے لوگوں کو دین کی تعلیم دے گا اور جس بات میں

www.abulhasanalinadwi.org

ان کا نقصان اور جس بات میں ان کا فائدہ ہے جو ان کے لئے خیر و برکت کا باعث اور جو ان کے لئے مہلک و تباہ کن ہے سب کو کھول کھول کر بیان کرے گا، سو اس کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے کہ اس سے خود دریافت کیا جائے، ان لوگوں کو دعوت دینے کا انتظار کرنا چاہیئے اس لئے کہ عالم انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم السلام نے لوگوں کو ان کی جہالت پر چھوڑ نہیں دیا تھا بلکہ وہ ان کے اجتماع کے موقعوں پر ان کو پکارتے تھے اور از خود ان کے یہاں دروازے دروازے پھرتے تھے ایک ایک کی تلاش میں رہتے تھے اور ان کو سیدھے راستہ پر لگاتے تھے اس لئے کہ دل کے بیمار اپنے مرض کو نہیں جانتے جیسے کسی کے چہرے پر داغ ہو جائیں اور اس کے پاس آئینہ نہ ہو تو جب تک دوسرا اس کو نہ بتائے اس کو اس کی خبر نہ ہوگی، علماء اور بادشاہ اسلام کے ذمہ فرض عین ہے کہ ہر گاؤں و ہر محلہ میں ایسا دیندار عالم مقرر کریں جو لوگوں کو ان کا دین سکھائے، اس لئے کہ لوگ جاہل پیدا ہوئے ہیں، پس دین کے اصول و فروع کے متعلق ان کو دعوت دینے اور تبلیغ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے دنیا تو بیماروں کا گھر ہے، زمین کے اندر مُردے ہیں اور زمین کے اوپر بیمار اور دل کے بیمار جسم کے بیماروں سے زیادہ ہیں۔

طلب و احساس کی تبلیغ

اس وقت سب سے ضروری تبلیغ، طلب کی تبلیغ ہے، مسلمانوں میں اپنے مسلمان ہونے کا احساس پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور یہ کہ دین سیکھے بغیر نہیں آتا اور

www.abulhasanalinadwi.org

دنیاوی ہنر سے زیادہ اس کے سیکھنے کی ضرورت ہے، یہ احساس اور یہ طلب اگر پیدا ہوگئی تو باقی مراحل و منازل خود طے ہوجائیں گے، اس وقت کے مسلمانوں کا عمومی مرض بے حسی اور بے طلبی ہے، لوگوں نے غلط فہمی سے سمجھ لیا ہے کہ ایمان تو موجود ہی ہے، اس لئے ایمان کے بعد جن چیزوں کا درجہ ہے ان میں مشغول ہوگئے، حالانکہ سرے سے ایمان پیدا کرنے ہی کی ضرورت باقی ہے، سلف اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی کوششوں سے جو دینی احساس اور طلب پیدا ہوئی تھی گزشتہ صدیوں کی دینی رونق، اسلام کی ترقی اور فروغ اسی کی برکت ہے، اس زمانہ میں بھی جو کچھ رہی سہی اسلامیت، دینداری، اسلامی ادارے اور دینی مظاہر نظر آتے ہیں، تمام تر اسی احساس و طلب کا نتیجہ ہیں جو مسلمانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت و کوشش، صحابۂ کرامؓ و سلف صالحین کے جہاد و قربانی اور تبلیغ و تلقین سے پیدا ہوئی تھی، صدیوں سے یہ سرمایہ خرچ ہو رہا ہے اور مدتوں سے اس میں اضافہ ہونا موقوف ہوگیا ہے اندیشہ ہے کہ اگر یہ سرمایہ بغیر اضافہ و آمد کے خرچ ہوتا رہا تو ایک روز بالکل ختم ہو جائے گا اور مسلمانوں کا جسم بے روح ہو کر رہ جائے گا۔

دینی مدارس کو طالب علم، مسجدوں کو نمازی اسی لئے مل رہے ہیں کہ مسلمانوں میں ابھی اپنے مسلمان ہونے کا احساس اور دین کی طلب کچھ باقی ہے، جس روز یہ رہی سہی طلب اور بچا کھچا احساس جاتا رہا مدارس بھی سونے ہوں گے، خانقاہوں میں بھی سناٹا اور مسجدیں بھی خدانخواستہ ویران نظر آئیں گی، چنانچہ اس طلب و احساس کی کمی کے جا بجا آثار و نتائج نظر آرہے ہیں اور خطرہ بڑھ رہا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بس سب سے زیادہ فکر اس سرمایہ میں اضافہ یا اس کی حفاظت کی ہونی چاہیئے دینی حلقوں اور مرکزوں کو مطمئن نہیں ہونا چاہیئے کہ ابھی آدمی مل رہے ہیں۔ جس ذخیرے سے برابر خرچ ہوتا رہے اور آمدنہ ہو، وہ اگر سمندر ہو تو ایک دن خرچ ہو جائے گا، کلمہ کی تبلیغ، اس کے مفہوم و معنی کی تفہیم اور اسکے مطالبات اور تقاضے کی تذکیر سے مقصود مسلمانوں کو مسلمان ہونے کا احساس دلانا ہے اور دین کی طلب پیدا کرنا ہے مسلمانوں کی اس وسیع آبادی میں احساس وطلب پیدا کرنے کا ذریعہ یہی ہے کہ ان سے کلمہ سنا جائے، کلمہ کے معنی و مفہوم بتائے جائیں اور سمجھایا جائے کہ خدا کی بندگی و غلامی اور رسول کی تابعداری کا اقرار ان سے کیا مطالبہ کرتا ہے اور اس کا طریقہ اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ کسی محدود و مخصوص جماعت کے بجائے عام مسلمانوں میں کوشش کریں، اس لئے کہ اگر کروڑوں کے واسطے لاکھوں نہیں اٹھیں گے تو کس طرح کام ہوگا، نہ جاننے والے کروڑ ہیں جاننے والے اتنے لاکھ نہیں۔

پسماندہ طبقہ کی طرف توجہ پچھلے عہد انحطاط میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے متبعین میں سے ایک بڑے گروہ کو اس گرد آلودگی، غربت اور حقارت کی وجہ سے نظر انداز کیا جاتا رہا ہے، ان جھونپڑوں میں رہنے والوں اور زمین پر بیٹھنے والوں سے اتنی بے التفاتی برتی گئی کہ گویا وہ انسان نہیں، حالانکہ اسلام اور قرون اولیٰ کی بہت سی صفات و خصوصیات صرف ان غریبوں ہی کے دم سے باقی ہیں اور ان کی جھلک انہی میں نظر آتی ہے۔ مولانا محمد الیاس صاحبؒ اس مضمون کو کس لطیف

www.abulhasanalinadwi.org

پیرایہ میں بیان فرماتے ہیں :۔

"جن کو ہم نیچے طبقہ کا آدمی شمار کرتے ہیں اور جو میلے کچیلے ہیں وہ حقیقت میں رسالت کی سادگی کی سنت کو لئے ہوئے ہیں اور دنیا کے اندر کس مپرسی میں پڑے ہوئے ہیں، یہی صفت اسلام کی ہے (۱)

بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا"

ان ہی میں سے دیہاتوں اور گاؤں کے رہنے والے مسلمان ہیں، جو عرصہ دراز سے تعلیم و اصلاح کے دائرہ سے باہر ہیں اور ان میں سے بہت سی قومیں اور خاندان شہری مسلمانوں کی غفلت اور بے اعتنائی سے اسلام سے دور اور ارتداد سے قریب ہوگئے ہیں اور بہت سے ارتداد اختیار کر چکے، حالانکہ یہ مسلمان ایک بڑا عنصر ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے جانشین کو انتقال کے وقت جو وصیتیں فرمائی تھیں ان میں سے ایک وصیت یہ تھی :۔

وَاُوْصِیْهِ بِالْاَعْرَابِ خَیْرًا فَاِنَّهُمْ اَصْلُ الْعَرَبِ وَمَادَّةُ الْاِسْلَامِ۔ (صحیح بخاری)

ترجمہ :۔ میں خلیفہ کو دیہات اور گاؤں کے رہنے والوں کے بارہ میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کا خیال رکھا جائے کیونکہ وہ عرب کی اصل اور اسلام کا سرچشمہ ہیں۔

تو اس تحریک میں ان کی طرف بھی رخ کرنا نہایت ضروری ہے انکی حالت سے ہر مسلمان کے دل میں درد ہونا چاہیئے۔

---

(۱) مکتوب مولانا محمد الیاس صاحب

www.abulhasanalinadwi.org

"اگر سچے دل سے محسوس کیا جائے تو مکلف چاہے مرد ہو چاہے عورت اپنے فرائض کے ترک سے مورد لعنت و غضب الٰہی ہو رہا ہے اور بتقدیر مرگ جو ہوگا وہ جس کرنے کے قابل ہے اس عذاب عظیم میں گرفتاری کا درد ہونا ہر مسلم کو ضروری ہے، اس حالت میں موت آجانے، پر جو خطرات یقینی ہیں وہ پیش نظر رکھنے کے قابل ہیں۔" (مکتوب مولانا محمد الیاس صاحبؒ)

امام غزالیؒ اپنے زمانہ کی اس دیہاتی آبادی اور دارالاسلام کے اطراف و نواح کے رہنے والوں کی دینی بے خبری، جہالت و غفلت کا ذکر کرتے ہیں اور علماء اور شہری مسلمانوں کو ان کے اس فریضۂ تبلیغ کی طرف متوجہ فرماتے ہیں۔

واکثر الناس جاھلون بالشرع فی شروط الصلوٰۃ فی البلاد فکیف فی القری والبوادی ومنھم الاعراب و الاکراد والترکمانیۃ وسائر اصناف الخلق ومعلوم ان الانسان لا یولد عالما بالشرع وانما یجب التبلیغ علی اھل العلم فکل من تعلم مسئلۃ واحدۃ فھو من اھل العلم بہا وھذا شغل شاغل لمن یھمہ امردینہ یشغلہ عن تجزئۃ الاوقات فی التفریعات النادرۃ والتعمق فی دقائق العلوم التی ھی من فروض الکفایات ولا یتقدم علی ھذا الا فرض عین اوفرض کفایۃ ھو اھم منہ"(۱)

---

(۱) الربع الثانی کتاب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر (احیاء)

www.abulhasanalinadwi.org

ترجمہ:۔ "اکثر لوگ شہروں ہی میں نماز کی شرطوں کے بارہ میں شرعی احکام سے ناواقف ہیں دیہاتوں اور گاؤں کا کیا ذکر، انھیں میں سے دیہاتی کرد ترکمان اور دوسری قومیں ہیں، سب جانتے ہیں کہ انسان ماں کے پیٹ سے شریعت کا عالم نہیں پیدا ہوتا، تبلیغ کرنا اہل علم کا فریضہ ہے اور اہل علم کے لئے اصطلاحی عالم ہونا ضروری نہیں، جس نے ایک مسئلہ بھی سیکھ لیا وہ اس کا عالم ہے جس کو واقعی اپنے دین کی فکر ہے اسکے لئے یہ خود ایسا مشغلہ ہے کہ اس کو کبھی کبھی پیش آنے والے تفریعات اور باریک علوم میں موشگافی سے کام لینے کی فرصت نہیں ہوسکتی جو خود فرض کفایہ ہیں اور اس پر فرض عین مقدم ہے یا ایسا فرض کفایہ جو اس سے زیادہ اہم ہو۔"

ایمان واحتساب

احادیث میں بہت سے اعمال وعبادات کے ساتھ ایمان واحتساب کی شرط کی گئی ہے مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، یہ بخاری کی احادیث ہیں جن میں رمضان کے روزوں اور قیام شب قدر پر بشرط ایمان واحتساب تمام پچھلے گناہوں کی معافی کی خبر دی گئی ہے، ایمان سے مراد یہ ہے کہ اللہ کے وعدوں پر پورا وثوق اور یقین ہو کہ وہ ایک ایسی ذات ہے کہ جس کے اندر جو چاہے خاصیت رکھ دے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خبر دینے سے معلوم ہوا کہ اس نے فلاں عمل میں فلاں خاصیت رکھی ہے اور احتساب کے معنی یہ ہیں کہ وہ وعدے عمل کے وقت پیش نظر اور مستحضر ہوں اور انھیں کی طمع میں عمل کیا جائے، یہی دو چیزیں اعمال کی روح

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں اور انھیں سے اعمال میں قدر و قیمت اور وزن پیدا ہوتا ہے، بخاری کی ایک حدیث میں اس ایمان واحتساب کو وضاحت اور تشریح کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعُوْنَ خَصْلَۃً اَعْلَاھَا مَنِیْحَۃُ الْعَنْزِ مَا مِنْ عَامِلٍ یَعْمَلُ بِخَصْلَۃٍ مِّنْھَا رَجَاءَ ثَوَابِھَا وَتَصْدِیْقَ مَوْعُوْدِھَا اِلَّا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ بِھَا الْجَنَّۃَ

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چالیس باتیں ہیں، جن میں چوٹی کی بات یہ ہے کہ بکری کسی کو دیدے کہ اس کے دودھ سے فائدہ اٹھاوے پھر واپس کردے جو شخص ان میں سے کسی بات پر بھی اس کے ثواب کی امید میں اور اس پر جو اللہ کا وعدہ ہے اس کے یقین اور تصدیق کے ساتھ عمل کریگا اللہ اس کو اس کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا۔"

صحابہ کرامؓ کے حالات سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے بعد کے لوگوں سے ان دو چیزوں میں بہت ممتاز تھے اور ان دو چیزوں نے ان کے اعمال کا وزن بہت بڑھا دیا ہے، کثرتِ اعمال و عبادات میں ممکن ہے پچھلے ان سے بڑھ جائیں مگر تول میں ان کے اعمال کا پلڑا اسی لئے بھاری ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی تاثیر سے ایمان واحتساب ان کا ملکہ بن گیا تھا، اسی لئے علمائے عقائد کہتے ہیں کہ صحابہؓ کی فضیلت کثرتِ اعمال پر نہیں بلکہ کثرتِ ثواب پر ہے۔ حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے:۔

www.abulhasanalinadwi.org

وَاللّٰهِ مَاكَانُوْا اَكْثَرَ صَلٰوةً وَّلَا صِيَامًا وَلٰكِنَّهٗ شَيْءٌ وَقَرَ فِي الْقَلْبِ۔ ترجمہ: بخدا صحابہؓ بہت زیادہ نفل، نماز روزہ نہیں کرتے تھے مگر ایک چیز تھی جو ان کے دل میں گڑ گئی تھی۔

یہ چیز غالباً یہی ایمان واحتساب ہے۔

اس نکتہ کو مولانا الیاس صاحبؒ نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے اور ان کی ساری تحریک اسی محور پر گردش کرتی ہے، ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"باطن مذہب ایمان واحتساب ہے، بہت سے اعمال میں مصرح ذکر کیا جاتا ہے ایماناً واحتساباً، لہٰذا ہر عمل کے بارہ میں جو خطابات وارد ہوئے ہیں ان میں دھیان کرنا اور اس کے ذریعہ حق تعالیٰ کی عظمت اس کی بڑائی اور اس کے قرب ویقین کو بڑھانا اور ان اعمال پر جو دینی ودنیوی مصالح اور انعامات وعطیات کا وعدہ فرمایا گیا ہے ان کو بطور عطا کے نہ بطور معاوضہ کے یقین کرنا یہ باطن ہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

"اعمال اپنی ذات سے کوئی قیمت نہیں رکھتے، ان کے اندر جو قیمت آتی ہے وہ اللہ کے حکم کے امتثال کے ذریعہ اس ذات عالی کی وابستگی سے آتی ہے جس کو جس قدر وجوہ وابستگی پر قابو ہوگا اور وہ ملکہ قوی ہوگا اور جتنا بھی عمل زیادہ طمانیت اور دل سے اور قوت سے ہوگا، ان اعمال کی اصلی قدر وقیمت اسی قدر ہوگی، اعمال میں قدر وقیمت پیدا کرنے والی چیز ان کے بارہ میں وارد شدہ اوامر کو ایک رسی سمجھ کر

۳

www.abulhasanalinadwi.org

اس رسی میں لٹک کر اللہ تک پہونچنے کی کوشش کرنا ہے۔"

دراصل غور کیا جائے تو نہ اعمال مقصود نہ ان کے متعلقہ اوامر کا دھیان مقصود بلکہ ان اعمال کے میدانوں میں حق تعالیٰ تک پہونچنے کے لئے اوامر کی رسیاں پڑی ہوئی ہیں، ان میدانوں میں جاکر ان رسیوں کو پکڑ کر، یعنی اللہ کے حکم ہونے کے دھیان کو مضبوط کر کے حق تعالیٰ تک پہونچنے کی کوشش میں لگ جانا اصل مقصود ہے۔ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :-

"(عبادات واذکار) کے بارہ میں جو نصوص وارد ہوئے ہیں ان نصوص کو دیکھتے رہنا اور ان کے پڑھنے پر جو وعدے فرمائے گئے ہیں انکا یقین کرنا، اور اس کی کوشش کرتے ہوئے ان سب اوراد کو نبھانا چاہیئے بڑی چیز ان وعدوں پر یقین کی کوشش ہے، یہ یقین چونکہ قلب سے تعلق رکھتا ہے لہذا یہ ان عبادات کے قلب کا درجہ رکھتا ہے اور رضاء نیت کی امید اسی سے وابستہ ہوتی ہے۔"

ایمان واحتساب کی یہ کیمیا کی چٹکی ہے کہ انسان اپنی ساری زندگی کو سونا بنا سکتا ہے، زندگی کے مشاغل ومعمولات اور ضروریات اور شب وروز کے اعمال کے متعلق جو نصوص وارد ہوئے ہیں ان کو ذہن میں تازہ کرنے، نیت کی تصحیح اور ثواب طلبی کے ذریعہ زندگی کو مکمل عبادت بنا سکتا ہے لیکن بقول مولانا محمد الیاس صاحبؒ

"اللہ نے ان چیزوں کی عادت یوں ڈال دی ہے کہ کلمہ کے ساتھ کی وابستگی اپنی دل بستگی کے بقدر نماز کے خشوع کی حفاظت کے ساتھ ان چیزوں کی استعداد پیدا کرتی ہے فَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وہاں تک

www.abulhasanalinadwi.org

(مقام اخلاص واحتساب) تک پہونچنے کے ابواب یہ ہیں ان میں مشغول ہونا ہی خود پہنچائے گا، اذکار نفلیہ کے ذریعہ اگر وہاں پہنچے گا تو نفل کے بقدر پہنچے گا، فرائض کے ذریعہ پہونچنا بادشاہ کے ذریعہ پہونچنا ہے۔"

پچھلی صدی میں حضرت سید احمد شہیدؒ نے طریق محمدی کے نام سے اسی طریق کو زندہ کیا تھا، آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ ہم طریق محمدیہؐ کے اشغال کی تعلیم اس طرح کرتے ہیں کہ کھانا اس نیت سے کھایا جائے، کپڑا اس نیت سے پہنا جائے نکاح اس نیت سے کیا جائے، سونے کی یہ نیت ہو، کپڑا پہننے کی یہ، زراعت تجارت، ملازمت کی نیت یہ ہونی چاہیئے۔

یہ تبلیغ طلب علم دین، یہ سعی اور دین کے فروغ کی یہ جد و جہد، ایمان واحتساب اور اخلاص کا بہترین ذریعہ ہے اور یہی ایمان واحتساب کی روح ہے مولانا ایک گرامی نامہ میں فرماتے ہیں:۔

"کلمۃ اللہ کے اعلاء اور روحی کے نشر میں سعی اور کوشش خالص اپنے مولیٰ کو مولیٰ سمجھ کر اس کی رضا کے لیئے ہو اور موت کے بعد کے سامان کے یقین کے ساتھ ہو۔ حق تعالیٰ کے یہاں سے فیضانِ موعود اسی زندگی کے ساتھ ہے جس پر أُولٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَةَ اللهِ کا حصر نرا شاہد ہی نہیں بلکہ صدہا آیات قرآنیہ سے موید"۔

اس ایمان واحتساب کے لیے ضروری ہے کہ نہ مصالح پر نظر ہو نہ خلق کی ہدایت پر بلکہ جہاں تک ہو سکے حصول رضاءِ الٰہی، تعمیلِ حکم، خدا کی عظمت اور اس کے خطاب اور امر کی ہیبت اور وقار پیش نظر رہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"اپنی زندگی اور اپنے جہد و مساعی کو اپنے صواب دید اور اپنی عقل کی رسائی سے بالکل مبرّا و منزہ رکھتے ہوئے محض حق جل وعلا کے فرمان پر اپنی جہد کی کشتی کو دل و جان سے ڈال دینا بھی مذہب کی بنیاد ہے۔ عمل کے بعد مصالح ضرور کھلیں گی اور منفعتیں کھلی آنکھوں کو ضرور دکھائی دیں گی جس وقت منفعتیں آنکھوں کے سامنے آنے لگیں اور مصلحتیں دکھائی دینے لگیں، اسوقت مساعی کا اجر و ثواب ہزار گونہ گر جاتا ہے اور قدر و قیمت کم ہو جاتی ہے۔ غزوہ بدر کا واقعہ اصحاب بصیرت کے سامنے ہے کہ گو اس غزوہ کے بعد والوں کی مساعی زیادہ ہیں مگر پہلے والوں کے برابر درجہ نہیں ہے، دوسری نظیر فتح مکہ کی ہے، سورہ حدید میں صاف طور پر موجود ہے لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ، خدا کی قدرت اور اسکی خفائیت سے ناشناسی کے خوگر اگر اللہ جل جلالہٗ کے کام کے لئے کھڑے ہوتے بھی ہیں تو نارسا عقل میں اس کے احاطہ میں آنے والی مقدار منافع کے ساتھ اپنی سعی کو محدود کر کے کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ کے یہاں سے قانون ہے أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي تو اللہ کے ساتھ جتنا ظن کر لوگے اتنا ہی ملے گا۔ ہم نادان اپنی کوششوں کے معاوضہ کو منافع کی مقدار کے محدود کر دینے کے ذریعہ بہت ہی ناقص اور کم کر دیتے ہیں، حالانکہ عقل ناقص کے متعلق صرف اتنا تھا کہ ہر کوشش کو اس کے درجہ میں رکھتے ہوئے اور لَا يُضِيعُ أَجْرَ

www.abulhasanalinadwi.org

الْمُحْسِنِيْنَ پر ایمان رکھتے ہوئے بے چون وچرا اپنے اس معاملے میں جنونی ہونے اور کہلائے جانے کی تمنا رکھتے ہوئے ان کوششوں میں اپنے فنا میں اپنی بقا سمجھتے تو دنیا ہی میں جنت کا مزہ پاتے، لیکن دستور اس کے خلاف ہے تاہم اگر پھر صحیح سنت کے زندہ کرنے کی نیت سے کوششوں میں لگنا شروع کر دیں اور اللہ سے مانگتے رہیں تو رحمت ازلیہ اور الطافِ سرمدیہ سے اس دولت کے مل جانے میں ہرگز بخل کا خطرہ نہیں ؎

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

نکلنے کے زمانہ میں نکلنے والوں کو ان لوگوں کی ہدایت سے جن میں وہ گئے ہیں نظر بالکل بند کر لینی چاہیئے، اس لئے اللہ نے ہدایت کو اپنے سے وابستہ رکھا ہے تاکہ کوشش میں پڑنے والا اس خواہ مخواہ کے ارادہ میں پڑ کر اپنی کوشش کو رائیگاں نہ کرے اور ناقص نہ کر دے کوشش کرنے والے کو کوشش کے وقت اپنے فرض پر نظر کو جمائے رکھنا اور اپنے قلب کو حکم دینے والے کی عظمت میں مشغول رکھنا، اپنی قربانی کو خلوص کے ساتھ کامل کرنے کے دھیان میں مقصود رکھنا نکلنے کے زمانہ میں خصوصًا ذکر اور تخلیہ کے فکر میں ساعات کو گزارنے میں مشغول رکھنا بس یہ نکلنے والوں کی ذمہ داریاں ہیں۔"

دوسروں کی اصلاح و ہدایت کے بجائے اپنی اصلاح اور اپنا نفع پیش نظر رکھنا

www.abulhasanalinadwi.org

اور اپنے اشغال اور حکم خداوندی کی تعمیل کو اپنی کامیابی سمجھنا خاصا مشکل کام ہے لیکن بقول مولانا محمد الیاس صاحبؒ :۔

"جاننے والا نہ جاننے والے سے جتنا ممتاز ہے، اللہ کا تخاطب اس سے اتنا ہی زیادہ قوی ہے اس بنا پر جاننے والے کا اس نہ جاننے والے کی طرف آنا جتنا فرض ہے اس سے زیادہ اس جاننے والے اور حکم خداوندی کے مخاطب کا اس کی طرف جانا فرض ہے، چونکہ محض اس ناواقف کا فریضہ سمجھتا ہے اس لئے کامیابی اس کے مان لینے کو سمجھتا ہے، اگر اپنا فریضہ سمجھے تو کہنے لگے رہنے اور اللہ کی بات کو لبیک کہنے کو کامیابی سمجھے اور فکر کوئی بڑی چیز نہیں ہے، تنہائیوں میں بیٹھ کر اپنے نفس سے یہ کہنا کہ یقیناً یہ چیز اللہ کو راضی کرنے والی ہے اور موت جو یقیناً ایک آنے والا وقت ہے تیری نفسانی زندگی کو قطعاً درست کرنے والا ہے اور اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ کو سچ سمجھ کر اس نکلنے کی وجہ سے جتنی نیکیاں وجود میں آئی ہیں یا آسکنے والی ہوں ان سب کو جمع کر کے اللہ کی خوشنودی کو اس کے ساتھ وابستہ ہونے پر نفس کو خطاب کر کے مکلّف یقین کرنا، بس اسی کا نام فکر ہے، نیز آدمی کے لئے بہت ضروری ہے کہ حق تعالیٰ کی خوشنودی کی بھی قیمت مقرر کرے کہ اس نے کیا رکھی ہے رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَکْبَرُ، ان چیزوں کو تنہائیوں میں مستقل بیٹھ کر دل میں جگہ دے اور کرنے کے وقت بھی اس دھیان میں جمے رہنے کی کوشش میں کمی نہ کرے۔"

www.abulhasanalinadwi.org

ایک خادم نے لکھا تھا کہ کام تو کرتا ہوں مگر کام کا جذبہ اور ولولہ نہیں پاتا مولانا نے اپنے مکتوب میں اس کا یہ جواب دیا:۔

"جناب عالی نے جذبہ اور ولولہ نہ ہونے کا تذکرہ فرمایا ہے مجھے اس پر بڑا ہی رشک ہے، مومن کے لئے اللہ کے امتثال امر کی اصلیت یہ ہے کہ حکم کے یقین اور اسکی عظمت سے اتنا دبا ہوا ہو کہ وہ ولولہ کو دباوے، ولولہ طبیعت سے پیدا ہوتا ہے۔ ولولہ اگر ہوا تو یہ حبّ طبعی ہوئی اور حبّ تعمیل حکم کی عظمت اور فرضیت کے احساس سے ہو تو یہ حبّ عقلی اور حبّ ایمانی ہے، اگر کبھی ولولہ اور شوق پیدا ہو جائے تو یہ مستقل عطیہ قابلِ قدر ہے لیکن دراصل قابل التفات نہیں، یہ صورت استقامت کی زیادہ امید دلانے والی ہے۔"

اصلاح وتربیتِ نفس یہ تحریک تہذیب اخلاق، تربیتِ نفس اور اصلاح وتزکیہ ہی کا بہترین ذریعہ، تواضع، ابہام نفس، مومنین کے اکرام، خلق خدا پر ترحم، بڑے کی توقیر، چھوٹے پر شفقت، اخلاق کی جیسی ریاضت وتربیت اس کام میں ہے کسی دوسرے طریقہ سے مشکل ہے، اس میں پہلی چیز یہ ہے کہ اپنے عیوب پر اور دوسروں کے محاسن پر نظر ہو، اگر دوسروں میں کچھ نقائص نظر آئیں تو ان کی پردہ پوشی کرے، اگر محاسن نظر آئیں تو ان کی قدر افزائی کرے اور ان سے فائدہ اٹھائے، خود مسلمانوں سے استفادہ کی نیت رکھے، مولانا اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔

"کوئی مسلم ایسا ہرگز نہیں جو کچھ خوبیوں اور کچھ خرابیوں سے خالی ہو،

www.abulhasanalinadwi.org

ہر شخص میں یقیناً کچھ خوبیاں اور کچھ خرابیاں ہوتی ہیں، اگر خرابیوں کے ساتھ نظر اندازی اور ستر کا اور خوبیوں کی پسندیدگی اور ان کے اکرام کا ہم مسلمانوں میں رواج ہو جائے تو بہت سے فتنے اور بہت سی خرابیاں اپنے آپ دنیا سے اٹھ جائیں اور ہزاروں خوبیوں کی اپنے آپ بنیاد پڑ جائے مگر دستور اس کے خلاف ہے، حق تعالیٰ ہر شخص کے ساتھ وہی برتاؤ کریں گے جو وہ شخص ساری مخلوق کے ساتھ کر رہا ہے اپنے نفس کو تجربہ سے ایسا گندہ ناقص خود غرض اور ہر کام کا بگاڑ دینے والا دل سے یقین کرے کہ الطاف خداوندی کا قصہ تو کچھ اور ہے، یہ موت تک ایک راستہ ہوتا نظر نہیں آتا، لہذا حضور کی باتیں دوسروں میں اس نیت سے پھیلا دے کہ تیرے علاوہ جو اللہ کے دوسرے بندے اپنی ذات سے نیک طبیعت اور پاک نفس ہیں وہ دین کے جس کام کو کریں گے وہ ظاہر و باطن میں ایک اچھا عمل ہوگا اور ان کی برکت سے حق تعالیٰ بقاعدہ الدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ اپنے الطاف سے ان پاک ہستیوں کی برکت سے مجھے بھی اس سے حصہ عطا فرما دیں گے۔"

اعتراض و اختلاف اس طریق میں ممنوع ہے کسی کو کسی غلطی سے روکنے کے بجائے صحیح چیز میں لگانے کی کوشش کی جائے، دین کے اصول متفق علیہ کے علاوہ کسی جزئی اور اختلافی چیز کو علماء کے خصوصی مشورہ اور ماتحتی کے بغیر نہ چھیڑا جائے اور لوگوں کے نہ سننے پر غضبناک و مشتعل نہ ہو، لوگوں کی طرف سے عذر

www.abulhasanalinadwi.org

تلاش کرے اور ان کی طرف سے اچھی توجیہ کرے، ان کی باتوں کو اچھے محمل پر حمل کرے، لیکن اپنی سرگرمیٔ دعا اور طلب میں کمی نہ کرے، لوگوں کے نہ سمجھنے پر ان کے فہم کے بجائے اپنی تفہیم (سمجھانے) کا قصور سمجھے، جو لوگ جتنے زیادہ دینی کام میں اور لطیف مشاغل میں مشغول ہیں، اسی قدر ان کا اپنے کاموں کو چھوڑنا یا دوسرے کام کو قبول کرنا ان کے لئے دشوار ہوتا ہے کہ نورانی حجابات ظلمانی حجابات سے زیادہ حاجب ہوتے ہیں، اسی لئے بقاعدہ فَاعْذُرْهُمْ اَشْغَفَهُمْ حُبًّا ان کو الزام نہ دے لیکن کوشش میں لگا رہے اور اپنے دل میں سمجھے کہ جب اہل دنیا اپنے مشاغل اور مالوفات کو دنیا سمجھتے ہوئے نہیں چھوڑ سکتے تو اہل دین اپنے مشاغل و مالوفات کو دین کے باور کرتے ہوئے کیسے آسانی کے ساتھ ترک کر دیں، پھر اپنی طرف سے پوری کوشش صرف کرنے کے بعد بھی اپنی کوتاہی اور تقصیر کا اعتراف کرے اور عمل کو توبہ و استغفار و اعترافِ قصور پر ختم کرے۔

"ہر عامل کے عمل کا اخیر حصہ اعتراف قصور اور اس پر استغفار اور توبہ و ندامت ہے یہی حقِ بندگی ہے یعنی جتنا ہو سکے اتنا وجود میں لاکر اس کا ختم اور ہر اعترافِ قصور اور توبہ و استغفار سے کیا جائے، یہ دونوں چیزیں اپنی خوبی کے بقدر موجب قرب و قبولیت اور باعث ترقی درجات ہوتی ہیں۔"

(مکتوب مولانا محمد الیاس صاحبؒ)

فرائض کے ذریعہ سے تقرب حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ

www.abulhasanalinadwi.org

جن چیزوں کو میں نے اپنے بندے پر فرض کیا ہے ان کے ذریعہ سے قرب حاصل کرنا دوسرے اور طریقوں سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔

صحابۂ کرامؓ فرائض کے ذریعہ ہی قرب خداوندی حاصل کرتے تھے، اور انھیں سے اپنے نفوس کی تربیت واصلاح اور روحانی و باطنی ترقی کی کوشش کرتے تھے، ارکان اسلام جہاد و ہجرت، تبلیغ و اشاعت دین، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی وہ زینے تھے جن سے وہ اس بلند مرتبہ تک پہنچے صحبتِ نبوی کے علاوہ ان کو اللہ سے جو قرب نسبت حضور اور باطنی تربیت حاصل ہوئی وہ انھیں فرائض میں ایمان واحتساب کے ساتھ مشغول ہونے اور ان کی راہ میں تکلیفیں اٹھانے، ایثار کرنے اور استقامت دکھانے سے حاصل ہوئی۔

فرائض کے ساتھ ایمان ویقین ورجا کے ساتھ مشغولیت اور ان کے ذریعہ قرب الٰہی حاصل کرنا نبوت کی کھلی شاہراہ ہے، جس میں کوئی پیچ وخم اور نشیب و فراز نہیں لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا (حدیث) اس راستہ پر تھوڑا کرنے سے بہت ملتا ہے دوسرے راستوں کی انتہا کا تو کچھ ٹھکانا نہیں بلکہ عہد نبوت کے ساتھ اس راستہ سے بُعد ہوگیا، رفتہ رفتہ طبیعتوں میں دقت طلبی اور طوالت پسندی پیدا ہوگئی۔ عام اور مشترک چیزوں پر قناعت نہ رہی، سہولت وعمومیت ایک طرح کی پست ہمتی شمار ہونے لگی، مبادی غایات بن گئے، بدیہیات نظریات بن گئے، اس راستہ کو چھوڑ کر جس پر تھوڑا کرکے آدمی بہت پائے اس راستہ کو اختیار کیا گیا جس پر بہت کئے بغیر کچھ نہ معلوم ہو۔

لیکن یہ شاہراہ ہمیشہ کھلی رہی اور ہر زمانہ میں اس پر چلنے والے اور چلانے

www.abulhasanalinadwi.org

والے موجود رہے، اپنے اپنے زمانہ کے محقق اور عارف اس کی دعوت دیتے رہے، اور احیا رسنت، ترویجِ شریعت، اشاعت اور اقامتِ دین کو قرب اللہ کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھتے رہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

ایں فقیر از لقعد وقت خودی نولسید که مدتہا از علوم و معارف از احوال و مقامات در رنگ ابرنیساں ریختند دکارے کہ باید کرد بعنایت اللہ سبحانی کروند الحال کہ روزے ماندہ است الاحیا سنتے از سنن مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ و والتسلیمات نمود آید و احوال و مواجید مرار باب ذوق را مسلم باشد	یہ فقیر اپنی دلی تمنا اور اپنا حال لکھتا ہے کہ مدتوں علوم و معارف اور احوال و مقامات ابرنیساں کی طرح برسے اور جو کرنا تھا اللہ کی عنایت سے انھوں نے انجام دیا، اب اس کے سوا کوئی آرزو باقی نہیں رہی ہے کہ حضورؐ کی سنتوں میں سے کسی سنّت کا احیا عمل میں آئے اور احوال و مواجید ارباب ذوق کو مبارک ہوں۔

ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

بزرگ ترین خیرات سعی و ترویج شریعت است و احیا حکمے از احکام ان علی الخصوص در زمانیکہ	سب سے بڑی نیکی شریعت کی ترویج کے لیے کوشش کرنا اور اس کے احکام میں سے کسی حکم کو زندہ

(۱) مکتوب سی و ہشتم نمبر ۳، بشیخ محمد خیری

www.abulhasanalinadwi.org

شعائر اسلام منہدم شد باشد	کرنا ہے خصوصاً ایسے زمانہ میں جبکہ
کرور ہا در راہ خدا عزوجل وعلا	شعائر اسلام مٹ گئے ہوں ،
خرچ کردن برابر آن نیست کہ مسئلہ	خدا کے راستہ میں کروڑوں خرچ
از مسائل شرعیہ را رواج دادن	کرنا کسی مسئلہ شرعیہ کے رواج
دریں فعل اقتدا بانبیا است کہ بزرگ	دینے کے برابر نہیں کیونکہ مسئلہ
ترین مخلوقات اند علیہم الصلوات	شرعی کو رواج دینا انبیا علیہم
والتسلیمات و مشارکت است	السلام کی اقتدا ہے جو اللہ کی
باآں اکابر و مقرر است کہ کامل ترین	مخلوقات میں سب سے افضل ہیں
حسنات بایشاں مسلم فرمودہ اند	اور یہ فعل ان حضرات کے ساتھ
و خرچ کردن کرورہا غیر ایں اکابر را	مشارکت ہے اور مسلم ہے کہ مکمل ترین
نیز میسر است	نیکیاں اور کار خیر اللہ تعالیٰ نے ان
(مکتوب چہل و ہشتم نمبر ۴۸ شیخ فرید)	حضرات کے حصہ میں رکھے ہیں،

کروروں خرچ کرنا تو دوسروں کو بھی میسر ہے۔

خان اعظم کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :۔

امروز آں روز ست کہ عمل قلیل را	آج وہ دن ہے کہ قلیل عمل کو
باجر جزیل بہ اغتنا تمام قبول	ثواب اعظم کے ساتھ بڑی توجہ و
می فرمایند از اصحاب کہف غیر از	عنایت سے قبول فرماتے ہیں
ہجرت عملے دیگر نمایاں نیست	اصحاب کہف کا ہجرت کے سوا کوئی

کہ ایں ہمہ اعتبار پیدا کردہ است	دوسرا عمل نمایاں نہیں، مگر اسی
سپاہیاں در وقت غلبۂ اعدار	ایک میں سے ایسی عزت اور اعتبار
اگر اندک تردد می کنند اعتبار	حاصل کیا، دشمنوں کے غلبہ کے وقت
بسیار پیدا می کنند بخلاف	سپاہی اگر تھوڑی سی نقل و حرکت
در وقت امن و تسکین اعدا	جرأت دکھاتے ہیں تو بڑی قدر و

قیمت پاتے ہیں بخلاف امن اور دشمنوں کے سکون کے وقت،

آگے چل کر حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مقولہ نقل فرماتے ہیں:۔

حضرت خواجہ قدس اللہ تعالیٰ	حضرت خواجہ احرار قدس اللہ
سرہٗ می فرمودند اگر من شیخی کنم	سرہٗ فرماتے تھے کہ اگر میں پیری
ہیچ شیخ در عالم نیابد اما مرا کار دیگر	مریدی کروں تو کسی پیر کو دنیا میں
فرمودہ اند و آں ترویج شریعت	مرید نہ ملے لیکن مجھے ایک دوسرے
تائید ملت است لاجرم بصحبت	ہی کام کا حکم ہے اور وہ شریعت کے
سلاطین می رفتند و بتصرف خود	رواج دینا اور دین کو تقویت بخشنا ہے
ایشاں را منقاد می ساختند و	چنانچہ آپ بادشاہوں کی صحبت
بتوسل ایشاں ترویج شریعت	میں تشریف لے جاتے اور اپنے
می فرمودند۔	اثر سے ان کو مطیع بناتے اور ان کے
(مکتوب شصت و پنجم ص۶۵)	ذریعہ شریعت کو رواج دیتے

ایک مکتوب میں شخصی ذکر اور نفع و غربت کا تقابل فرماتے ہیں:۔

www.abulhasanalinadwi.org

شخصے بہ ذکر الٰہی جل سلطانہ اشتغال
دارد و دریں اثنا نابینائے پیدا شد
کہ پیش او چاہ است کہ اگر یک قدم
دیگر بردارد در چاہ ردد (افتد) دریں صورت
آں شخص را ذکر گفتن بہتر است یا
نابینا را از چاہ خلاص کردن
بہتر۔
شک نیست کہ تخلص نابینا بہتر
است ذکر گفتن او، وجہ او تعالیٰ
غنی است از و از ذکر و و نابینا
بندہ ایست محتاج کہ دفع ضرر
از وے ضروریست علی الخصوص کہ
بایں تخلیص مامور شود ایں زماں
تخلیص او ہم ذکر است کہ امتثال
امر است و ذکر ادائے یک حق است
کہ حق مولیٰ باشد جل شانہ و در
تخلیص کہ بامر واقع شود ادائے
دو حق است، حق عبد و حق مولیٰ
تعالیٰ بلکہ نزدیک است کہ ذکر گفتن

ایک شخص ذکر الٰہی (جل سلطانہ) میں
مشغول ہے اس اثنا میں ایک نابینا
ظاہر ہوتا ہے جس کے سامنے کنواں ہے
اگر وہ دوسرا قدم اٹھائے کنویں میں
جا پڑے اس موقع پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ
اس شخص کا ذکر کرنا بہتر ہے یا نابینا
کو کنویں سے بچانا۔
جواب یہ ہے کہ اس میں شک نہیں
کہ نابینا کو بچانا ذکر کرنے سے بہتر
ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس سے
اور اس کے ذکر سے مستغنی ہے اور
نابینا اللہ کا ایک محتاج بندہ ہے
جس سے ضرر کا دور کرنا ضروری ہے
خصوصاً جب کہ خدا ہی کی طرف سے
اس کے بچانے کا بھی حکم ہے اس
وقت اس کو بچانا خود ذکر ہے اس لیے
کہ وہ حکم الٰہی کی تعمیل ہے خود ذکر کرنے
میں ایک حق (اللہ کے حق) کی
ادائگی ہے اور اس کو بچانے سے

www.abulhasanalinadwi.org

گفتن دراں وقت داخل ذنب	جب کہ یہ اللہ کے حکم سے ہو دو
نمود آید چہ ہمہ وقت ذکر گفتن	حق ادا ہوتے ہیں، ایک بندہ کا
مستحسن نیست، در بعضے اوقات	حق اور ایک مولیٰ کا حق بلکہ یہ
ذکر ناگفتن مستحسن است و در ایام	بھی ممکن ہے کہ اس وقت ذکر کرنا
منہی و در اوقات مکروہ روزہ	داخل معصیت ہو، اس لئے کہ ہر
ناداشتن و نماز ناگزاردن از روزہ	وقت ذکر کرنا مستحسن نہیں بعض اوقات
داشتن و از نماز گزاردن بہتر است	میں ذکر نہ کرنا مستحسن ہوتا ہے عیدین

اور ایام تشریق میں روزہ نہ رکھنا اور اوقات کراہت و حرمت میں نماز نہ پڑھنا روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

اصل یہ ہے کہ قرون متاخرہ میں ذکر کو ذکر لسانی کے محدود معنی میں بولا اور سمجھا جانے لگا، حقیقت میں ذکر بڑی وسیع چیز ہے، حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی مکتوب میں جو اعلیٰ درجہ کے حقائق و معارف اور حکم شرعیہ سے لبریز ہے فرماتے ہیں:۔

باید دانست کہ ذکر عبارت	معلوم ہونا چاہئے کہ ذکر نام ہے
از طرد غفلت است بہر وجہ کہ میسر	غفلت کے دور کرنے کا جس طرح
شود نہ آنکہ ذکر مقصود بر تکرار	بھی ممکن ہو نہ یہ کہ ذکر منحصر ہے
کلمہ نفی و اثبات یا تکرار اسم	کلمۂ لا الٰہ کی تکرار میں یا اسم
ذات تعالیٰ چنانچہ گمان بردہ شود	ذات (اللہ اللہ) کے ورد میں
پس آنچہ از امتثال اوامر و انتہا	جیسا کہ عموماً خیال کیا جاتا ہے،
از نواہی شرعیہ نمودہ آید ہمہ	پس احکام الٰہی کی جو کچھ تعمیل ہو

www.abulhasanalinadwi.org

داخل ذکر است، بیع و شرا
بامراعات حدود شرع ذکر است
ہم چنیں نکاح، طلاق بہ آں
مراعات ذکر چہ در حین مباشرت
ایں امور بامراعات مذکورہ آمر و
ناہی جل سلطانہ نصب عین مباشر
ایں باشد، پس غفلت را گنجائش
نہ باشد۔
(مکتوب چہل و ششم نمبر ۴۶
۲ مولانا حمید بنگالی)

اور ممنوعات شرعیہ سے جو کچھ
اجتناب و پرہیز ہو سب ذکر میں
داخل ہے، خرید و فروخت از
نکاح و طلاق حدود شرع کی رعایت
کے ساتھ ذکر ہیں، اس لئے کہ شریعت
کی رعایت کے ساتھ ان امور پر
عمل کرتے وقت حکم دینے والے
اور منع کرنے والے (اللہ تعالیٰ) کی
ذات عمل کرنے والے کے پیش نظر رہتی
ہے، اس لئے غفلت کے لئے کوئی
گنجائش نہیں۔

دین کی تعلیم و تعلّم کے لئے مہاجرت فی سبیل اللہ، فرائض و ارکان اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے یہ نقل و حرکت اور دین کی حفاظت و بقا کی یہ جد و جہد اگر ایمان و احتساب کے ساتھ ہو تو افضل ذکر و عبادت اور بیسیوں اذکار و عبادت کی جامع ہے اور اس میں قدم اٹھانے والے اور اس کام میں مشغول رہنے والے اس آیت کے مصداق ہیں:۔

اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ
السَّاجِدُوْنَ الْآمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ (توبہ ع ۱۴)

ترجمہ:۔ توبہ کرنے والے بندگی کرنے والے، شکر کرنے والے، خدا کی راہ میں پھرنے

www.abulhasanalinadwi.org

والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، شکر کرنے والے، خدا کی راہ میں
بُری بات سے منع کرنے والے، اللہ کے حدود پر نگاہ رکھنے والے۔

اس عمل کی فضیلت و قبولیت کو دوسرے نوافل وطاعات نہیں پہونچتے یہ تقرب بالفرائض ہے اور وہ تقرب بالنوافل۔

"بغیر سعی والے (یعنی قاعدین) مجاہدین جیسے نہیں ہو سکتے، اور نوافل کے مجاہدین، اہم فرض کے مجاہدین کے برابر نہیں ہو سکتے اور کم درجہ کی چیزوں میں مصروف ہونے والے خلوتوں اور جلوتوں کو معمور رکھنے والوں اور انبیاءؑ اور صحابہؓ کی زندگی کے نقش قدم پر چلنے والوں کے برابر نہیں ہو سکتے، مجھے تعجب ہے کہ ہم ایسے فرائض میں جان توڑ کوششوں کی سنت کو زندہ کرنے میں اپنی جانیں کیوں نہیں دے رہے۔ (مکتوب مولانا محمد الیاس صاحب)

چنانچہ اگر اس عمل کو شرائط و آداب (جن میں سے کچھ مذکور ہو چکے) کے ساتھ انجام دیا جائے تو اس سے بسہولت وہ مقاصد حاصل ہوں گے جن کے لئے بڑے بڑے مجاہدے کئے جاتے ہیں۔

"تبلیغ میں بہت وجوہ سے اللہ کے تقرب اور نسبت یادداشت کے پیدا ہونے کے ایسے قوی اسباب جمع ہیں کہ اگر قدر دان اس میں جاں بازی اور سرفروشی کریں تو ہزاروں جان اور سر اور جانیں اور سر تو لوگوں نے ادنیٰ چیزوں کے لئے بھی ارزاں کر رکھے ہیں، ہزاروں عبادات ارزاں ہیں" (مکتوبات مولانا محمد الیاس صاحبؒ)

www.abulhasanalinadwi.org

نوافل کا درجہ فرائض کے تکملات کا ہے، فرائض میں ان تکملات سے رونق آتی ہے اور فرائض کی خوبی سے ان نوافل میں قبولیت اور زینت پیدا ہوتی ہے۔ اگر فرض ترک ہو جائیں تو نوافل نامقبول ہوتے ہیں وہ محض رسوم بن کر رہ جاتے ہیں اور جس عمل میں جتنی رسمیت ہے اتنی ہی ظلمت ہے، رسم پرستی محض زعم و فریب نفس کا سبب ہے خدا سے قرب کا ذریعہ نہیں، احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ترک ہو جانے سے قہر خداوندی نازل ہوتا ہے اور دعاؤں کی تاثیر اور مقبولیت جاتی رہتی ہے، ترمذی کی حدیث ہے:۔

عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ	حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم
قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ	ہے اس ذات پاک کی جس کے
لَتَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ	قبضہ میں میری جان ہے ضرور تم
لَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْ لَیُوْشِکَنَّ	نیکی کا حکم دیا کرو اور برائی سے
اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عِقَابًا مِّنْهُ ثُمَّ	روکا کرو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ
تَدْعُوْنَ فَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ	تم پر سزا مسلط کرے پھر تم دعا

کیا کرو اور ایک نہ قبول ہو۔

اور دعائیں کیا قبول ہوں اور اللہ کی مدد کیسے شامل ہو جب بقول مولانا محمد الیاس صاحبؒ:۔

"حضورؐ سے لے کر اس وقت تک جمعہ جیسے اجابت کے وقت میں سب دین کی نصرت پر دعا اور اس کے خذلان پر بددعا دیتے چلے آئے۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ

www.abulhasanalinadwi.org

مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خذلال کے معنی مخالفت کرنے کے نہیں بلکہ مدد نہ کرنے اور بے یار و مددگار چھوڑ دینے کے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مدد نہ کرنے اور اپنے حال پر چھوڑ دینے کے بعد ہم خدا سے کس منہ سے مدد مانگ سکتے ہیں؟"

دین کی قوی مدد کے بغیر اس وقت اللہ کے قہر کو دور کرنے اور اس کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔

حق تعالیٰ محض اس طرز کے سرسبز ہونے ہی کے ساتھ مسلمین اور مسلمین کے ذریعہ عامہ مخلوق کی طرف رحمت وفضل وکرم کے ساتھ متوجہ ہو سکتے ہیں۔ قہر (خداوندی) کی آگ کا پانی اس تحریک کے سوا ہرگز کچھ نہیں۔"

(مکتوب مولانا محمد الیاس صاحبؒ)

"جس طرح انگریزی سلطنت کے فوجی دنیاوی معیشت کے لئے فوج میں بھرتی ہو رہے ہیں، اللہ کی سنت حقیقی اعلاء مسلمین کے لئے ان کے اس طرح مذہب کے لئے کوششوں میں لگ جانے کے ساتھ نصرت وعلو وابستہ ہے وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰہِ تَحْوِیْلًا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَةَ اللّٰہِ۔"

یہی مسلمانوں کی تمام پریشانیوں کا علاج ہے اور ان کی تمام مشکلات کا حل

www.abulhasanalinadwi.org

ہمارے اہل زمانہ، زمانہ کی پریشانیوں سے اور آنے والے حالات کے خطرہ سے اس قدر پریشان ہیں کہ حد و حساب نہیں، میرا ضمیر مطمئن ہے کہ اگر وہ محض اس تحریک کو فروغ دینے میں (جس میں سراسر دین کی سرسبزی ہے) وثوق قلبی کے ساتھ اپنا علاج یقین کر کے اپنی کوششوں کو اس میں وقف کر دیں تو مطابق وعدہ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ،

حق تعالیٰ اپنے ارادۂ غیب کو ہمارے سلامتی اور فروغ کی طرف قطعاً متوجہ فرما دیں گے اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ، خطبہ ماثورہ میں ہے اِنَّ الدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ وَاِنَّکُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَۃِ پس جس قدر خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَۃِ کا ظہور ہوگا اسی قدر اِنَّ الدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ کا منظر نظر آئے گا آخرت کے لئے سرگرمی اور دین کا اہتمام عالم کی تسخیر کا بہترین عمل اور نسخہ ہے۔(۱)

ایک عملی مثال

میوات اس طرز تعلیم اور اصلاح و تربیت کی ایک کامیاب تجربہ گاہ ہے، یہ علاقہ دہلی کے جنوب میں انگریزی رقبہ اور متعدد ہندو ریاستوں کے حدود(۲) کے اندر پھیلا ہوا ہے۔ مسلمانوں کی تعداد کا اندازہ کم از کم ۳۰، ۴۰ لاکھ ہے، خدا جانے اسلامی تاریخ کے کس عہد میں اس راجپوت قوم نے اسلام قبول کیا، لیکن دارالسلطنت سے اس قرب کے باوجود بے توجہی اور کس مپرسی کے عالم میں پڑی رہی، بے تربیتی اور جہالت کی وجہ سے غارت گری، کشت و خون اور رہزنی اس کے قومی خصائص میں داخل ہو گئی اور اس کا شمار

---

(۱) ارشاد مولانا محمد الیاسؒ

(۲) یہ تحریر اس وقت کی ہے جب اس طرح کی تقسیم حدود جاری تھی (م۔ ش)

www.abulhasanalinadwi.org

ہندوستان کے جرائم پیشہ اقوام میں ہونے لگا۔ مسلمانوں کی بے توجہی سے یہ بہادر مہمان نواز شریف اور باحمیت قوم ضائع ہو رہی تھی اور اس کے یہ عربی خصائل بے محل صرف ہو رہے تھے، تبلیغ اور دینی تعلیم کے فقدان کی وجہ سے اس کو رفتہ رفتہ اسلام سے صرف اتنا تعلق رہ گیا تھا کہ اس کو ابھی اپنے مسلمان ہونے کا اقرار تھا، نام تک غیر مسلموں کے سے تھے، مشرکانہ عقائد و اعمال اور ہندوانہ رسوم و عادات زندگی کا جزء بن گئے تھے، ہر ہر قبیلہ کا ایک روحانی محافظ و نگراں تھا جسے کھیڑا دیوت (اِلٰہُ الْقَبِیْلَہ) کہتے تھے ضروریات دین سے واقف کوسوں تک ڈھونڈھے سے نہیں ملتا۔ کلمہ کے لفظ سے نا آشنا اور نماز کی شکل تک سے بیگانہ ہو گئے تھے۔

اس قوم کی تعلیم و تربیت اور اس وسیع اور پسماندہ رقبہ میں عمومی انقلاب حال کا کیا ذریعہ تھا؟ پہلا خیال یہی ہوگا کہ دینی مکاتب اور مدارس قائم کئے جائیں لیکن فرض کیجئے کہ اتنے بڑے کام کے لئے وہ عظیم الشان سرمایہ فراہم ہو جائے جو اس تاریک اور غریب خطہ میں اتنی بڑی تعداد میں مدارس اور مکاتب قائم کرنے اور قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے تو کیا مدارس و مکاتب ایک ایسی قوم میں اسلامی انقلاب پیدا کر سکتے تھے، جس کو اپنے مشاغل زراعت و تجارت سے اتنی فرصت نہیں تھی کہ وہ تعلیم حاصل کرے اور نہ اس کو علم کی اتنی قدر اور طلب تھی کہ وہ اپنے بچوں کو ضروری کاموں سے چھڑا کر مدرسوں میں تعلیم دلائے اور اگر یہ سب ہو بھی جائے تو اس ذریعہ سے اس قوم میں کتنی مدت میں اصلاح و انقلاب کی اُمید کی جا سکتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس کا تجربہ بھی کیا گیا، میوات میں مکاتب و مدارس قائم کئے گئے مگر اول تو خود ان کے فارغ شدہ طلبا اسلامی سیرت و اخلاق کے نمونہ نہ تھے اور ان سے اسلامی انقلاب و تغیر کے بارہ میں کوئی حوصلہ افزائی نہیں ہوئی تھی، ثانیاً وہ اس تاریک غیر دینی ماحول میں جا کر ایسے کھوئے جاتے تھے کہ خود ان کا کوئی نشان نہیں ملتا تھا، جہالت و غفلت کے اس خاموش سمندر میں چند افراد کا پڑھ لکھ جانا کیا حرکت پیدا کر سکتا تھا، فضا کی تبدیلی اور عمومی احساس اور دین کی عزت و احترام کے بغیر چند انفرادی تغیرات کچھ مؤثر اور مفید ثابت نہیں ہوتے۔

اس وقت اس قوم کی اصلاح و انقلاب کا وہی طریقہ اختیار کیا جو ابتدائے اسلام میں اختیار کیا گیا تھا، یعنی اس قوم میں باہر سے کوئی کوشش کرنے کے بجائے اس قوم سے اپنی قوم میں کام لیا گیا اور محدود کتابی و مدارسی تعلیم کے بجائے عام دائرے میں تعلیم کو جاری کیا گیا اور ان کو اپنے مسلمان ہونے کا اقرار تھا، اسی اقرار سے فائدہ اٹھایا گیا ان کو بتایا گیا کہ دین سیکھنے کی ضرورت ہے اور زندگی کی ہر ضرورت سے بڑھ کر ضرورت ہے اور دین اس کے بغیر نہیں آسکتا کہ وہ اسکے طالب بنیں، اپنے مشاغل زندگی سے وقت نکالیں اور جہاں دین اور علم دین ہے وہاں ایک معتد بہ زمانہ کے لئے جماعتیں بنا کر جائیں اور صحبت و رفاقت، خدمت وجد وجہد سے دین کا علم حاصل کریں، اس حقیقت کا ادراک کر لیا گیا کہ اپنے آبائی ماحول اور اپنے دائمی مشاغل سے دور رہ کر ایک مقصد کے لئے سرگرداں بنا دیا گیا، ان کے لئے ضروری قرار دیا گیا کہ وہ ہر ہفتہ کچھ وقت کے لئے اپنے ماحول میں ضروریات دین (کلمہ نماز) کی تبلیغ کریں اور باقاعدہ جماعت بنا کر ایک امیر

www.abulhasanalinadwi.org

اور ایک نظام کی ماتحتی میں اپنی جگہ اور قرب و جوار میں گشت کریں، اس کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ اس تبلیغ میں خود ان کی تربیت اور دینی پختگی ہوئی اور اس پورے ملک میں نہایت سہولت کے ساتھ کلمہ اور نماز کی تبلیغ ہوگئی کہ برسہا برس میں بڑے سے بڑی تبلیغی عملہ سے ممکن نہ تھی۔

دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ وہ کم سے کم چار مہینے کے لئے دین سیکھنے کو اپنے گھر سے نکلیں اور ان مرکزوں میں جائیں، جہاں دین اور علم دین ان کے یہاں سے زیادہ ہے، اس وقت کو کام میں لانے کے لئے ان کے لئے تعلیم و تعلّم کا ایک نظام بنا دیا گیا، وہ ایک خاص وقت میں تبلیغ کے لئے بھی نکلتے ہیں اور جتنا جانتے ہیں دوسروں کو بتلاتے ہیں، اس میں بھی فائدہ اس سے زائد ہے جو اپنے ماحول میں تبلیغ کرنے کا ہے، ان کے ذریعہ سے کلمہ اور نماز کی بڑے پیمانہ پر اشاعت ہوتی ہے، ان کے اتنے دور سے آنے کی وجہ سے عام شہری اور دیہاتی مسلمانوں میں دین کا احساس اور اس کی اہمیت پیدا ہوتی ہے کہ دین ایسی چیز ہے کہ اس کے سیکھنے کے لئے یہ اللہ کے بندے اتنی دور دراز جگہ سے تکلیفیں اٹھا کر آتے ہیں، انکو اپنے نقائص اور دین سے جہالت و غفلت کا بھی احساس ہوتا ہے اور یہ خود ان کی پختگی اور تربیت کا سامان ہے اور اس تبلیغی محدود وقت کے علاوہ ان کے لئے تعلیم کا پورا انتظام ہوتا ہے، ہر جماعت میں ایک معلّم یا متعدد معلّم ہوتے ہیں جو ان کو قرآن مجید پڑھاتے ہیں، نماز کے ارکان و مسائل بتلاتے ہیں۔ قرآن مجید کے الفاظ و حروف کے ادا کرنے کے لئے مخارج کی صحت کراتے ہیں، صحابہؓ کرام کے ایمان افروز اور سبق آموز واقعات و حالات کتابوں سے پڑھ کر سناتے ہیں اور اس سے

www.abulhasanalinadwi.org

ان میں اسلامی جذبات کی پرورش ہوتی ہے۔

اس ایک سفر کا وہ اثر ہوتا ہے جو اپنے ماحول میں برسہا برس کی کوشش اور مدارس اور خانقاہوں کے مہینوں کے قیام میں نہیں ہوتا، چنانچہ جو لوگ اس سفر سے واپس آتے ہیں وہ عملی اور اخلاقی حالت اور اپنے جذبات میں بالکل ممتاز ہوتے ہیں، ان کو جو اسلامی تربیت اور تہذیب حاصل ہوتی ہے وہ بعض اوقات دینی مرکزوں میں رہنے والوں میں نظر نہیں آتی، جس مقصد کے لئے وہ گھر بار اور مشاغل چھوڑتے ہیں وہ ہر وقت ان کے پیش نظر اور ان کے قلب و ذہن پر طاری رہتا ہے۔ اس لئے اس تھوڑی مدت میں وہ کچھ حاصل کرلیتے ہیں جو اطمینان کے ساتھ برسوں میں حاصل نہیں ہوتا۔

تربیت یافتہ لوگوں کی رفاقت اہل دین و اہل علم اصحاب کی خدمت میں حاضری میں ایسا دینی سلیقہ اور ادب پیدا کردیتی ہے جو دینی مدارس کے طلبار اور خانقاہوں کے اہل ارادت میں بھی کم دیکھا جاتا ہے، وہ دین کو چونکہ اس کے بالکل فطری اور زندہ طریق پر حاصل کرتے ہیں، اس لئے ان کی دینداری غیر متوازن اور غیر متناسب نہیں ہوتی کہ ان کے عبادات کا پہلو بالکل مکمل ہو اور اخلاق و معاملات کا پہلو بالکل ناقص ہو جائے، ان میں ایک طرف ذوق عبادت اور روحانیت ہوتی ہے تو دوسری طرف جفاکشی، تحمل، مجاہدہ، تواضع، خدمت کا ذوق اور مجاہدانہ روح بھی ہوتی ہے۔

مشاہدات و تأثرات اس طریق کار کی مزید وضاحت کے لئے نیز اسکی عملی شکل سمجھنے اور اس کا کچھ اندازہ لگانے کیلئے

www.abulhasanalinadwi.org

یہاں چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں، راقم سطور نے ماہ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ (جنوری ۱۹۴۰ء) میں پہلی مرتبہ اس علاقہ (میوات) کا سفر کیا تھا اور واپسی پر اپنے مشاہدات اور تاثرات کو قلمبند کر لیا تھا، میواتی مبلغین کی جو گفتگو منقول ہے وہ اسی وقت انھیں کے لفظوں میں منضبط کرلی گئی تھی:۔

"عصر آخر ہماری موٹر گوڑگانواں پہونچی اور ہم کو یہ سُن کر بڑی خوشی ہوئی کہ جماعتیں ابھی ابھی پہونچی ہیں۔ ہماری آمد سُن کر جماعت کے اشخاص موٹر تک آئے، ہمارا سامان بڑی خوشی سے اتارا اور نہایت محبت اور بے انتہا مسرت کے ساتھ ہم سے مصافحہ کیا، ہم جامع مسجد میں داخل ہوئے تو وہ منظر دیکھا جس کو کبھی بھول نہیں سکتے اور جس کی لذت ہم اس وقت بھی اپنے دلوں میں پاتے ہیں، ہمارے سامنے تیس آدمیوں کی ایک جماعت حلقہ باندھے ہوئے بیٹھی تھی جن میں ہر عمر کے آدمی تھے، تیرہ اور سولہ سال کے دو لڑکے بھی تھے، جوان بھی تھے اور ساٹھ سالہ بوڑھے بھی تھے، ہر ایک کے بدن پر ایک کرتہ، ایک چادر، ایک سوتی کمبل، سر پر پگڑی ان کو اپنے گاؤں سے نکلے آٹھواں دن تھا، جس سے جتنا ہوسکا اس نے اپنے ساتھ راستہ میں کھانے پینے کا سامان کرلیا، اور کچھ گھر والوں کے لئے چھوڑا، تیس آدمیوں کی جماعت تین گروہوں پر تقسیم ہوگئی، اور تین مختلف راستوں سے یہ تبلیغی قافلے گوڑگانواں روانہ ہوئے ہر دس آدمیوں کی ایک جماعت پر ایک امیر مقرر تھا اور ایک معلم

www.abulhasanalinadwi.org

ایک جماعت کے معلّم کی عمر سولہ سال تھی، ہمارے محترم رفیق پٹواری صاحب نے اس جماعت کے سامنے مختصر سی تقریر کی اور مؤثر لہجہ میں کہا کہ بھائیو! اللہ کا شکر ادا کرو کہ تم کو اس مبارک کام کے لئے نکلنے کی اس نے توفیق دی، تبلیغ کا راستہ انبیاء علیہم السلام کا راستہ ہے، اللہ کی رحمت کے دروازے تم پر کھل گئے اس طرح تبلیغ عام کی سنّت مُردہ ہوچکی تھی، اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ وہ تمہارے ہاتھوں اس کو زندہ کر رہا ہے۔" اس کے بعد انھوں نے جماعت کے امیروں سے کہا کہ وہ اپنے سفر کی روداد بیان کریں۔ چنانچہ ایک جماعت کے امیر نے کھڑے ہوکر نہایت سادگی کے ساتھ اپنی روداد سفر اس طرح سُنائی:۔

"گزشتہ جمعہ کو نوح کا جلسہ ہوا تھا، اس جلسہ کے بعد ہم لوگ روانہ ہوئے۔ موضع چندینی میں ہم نے نمازی بنائے، لوگوں کا کلمہ صحیح کیا اور مہینہ میں تین دن پانچ کوس کے اندر مواضعات میں تبلیغی گشت کرنے پر آمادہ کیا[1]۔ ایک موضع کے چودھریوں اور نمبرداروں کو ساتھ لے کر ہم دوسرے موضع میں پہونچے، موضع بسئی میں ذیلداروں کو کام پر آمادہ کیا، وہاں سے کوچ کر کے رات پہاڑ پر گزاری، سب جوانوں اور بوڑھوں نے پتھروں پر لیٹ کر صبح کی، کھانے کا بندوبست نہ ہو سکا تھا، اس لئے ہمارے رفیقوں نے صبر و شکر

(۱) اسی کا نام ان حضرات کی اصطلاح میں "پنج کوسہ" ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

کے ساتھ بڑے اطمینان سے رات بسر کی، ایک تیسرے گاؤں میں گشت کر کے ہم پیپاکابیں گئے، یہاں بھی بحمداللہ بہت سے بے نمازیوں کو نماز پر آمادہ کیا، لوگوں کے کلمہ صحیح کئے جماعت قائم کی اور لوگوں کو پنج کوسہ پر آمادہ کیا، اور یو۔ پی میں گشت کرنے کے لئے بڑے بوڑھوں کو اُبھارا، بعض آدمیوں نے عذر کیا تو ہم نے کہا اگر خدا کا دین باقی ہے تو ہم باقی ہیں، اگر وہ باقی نہیں رہا تو ہم بھی باقی نہیں ہیں، اس سے لوگ متأثر ہوئے، موضع پدھینی میں سب گاؤں والوں کے کلمے صحیح کئے، چاہلکابیں پیر صاحب سے گفتگو کی۔ راسینا میں بھی ہم نے اپنا کام کیا، کچھ کھیتی باڑی کرنے والے بے نمازیوں نے اسی وقت نماز پڑھی، جب تک وہ نہاتے رہے اور انھوں نے نماز پڑھی، ہم ان کی کھیتی باڑی اور سینچائی کے کام کرتے رہے۔

ایک دوسری جماعت کے امیر نے اپنی جماعت کا نظام الاوقات سنایا جو تمام تبلیغی جماعتوں کا مشترک نظام اوقات ہے۔

ہمارے رفقاء عموماً چار بجے اُٹھتے ہیں، خدا کی توفیق اگر ہوتی ہے تو تہجد کی نماز پڑھتے ہیں، پھر نماز فجر تک حسب توفیق کچھ پڑھتے رہتے ہیں بعد نماز فجر تلاوت کرتے ہیں، پھر ہمارے معلّم ہم کو تعلیم دیتے ہیں، ہماری نمازیں صحیح کراتے ہیں۔ مسئلے مسائل بتاتے ہیں اور کتابیں پڑھ کر سناتے ہیں، اکثر حکایات الصحابہ، اور فتوح الشام پڑھی جاتی ہے۔ ہر نماز سے آدھ گھنٹہ پیشتر ہم بازاروں اور محلّوں میں گشت کرتے

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، مغرب کی نماز کے بعد ہم حسب توفیق کچھ اللہ کا ذکر کرتے ہیں، بعض مقامات میں جہاں عشار کے وقت زمیندار (کسان) لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ تو ہم ان سے گفتگو کرتے ہیں۔"

اصول تبلیغ اور طریق کار کے متعلق مختلف اشخاص نے جو کچھ کہا اس کو ہم جمع کر کے لکھتے ہیں:۔

"ہماری نیت یہ ہے کہ ہم اپنی اصلاح کے لئے نکلے ہیں، دوسروں کی اصلاح کے لئے نہیں۔ ہم خود اصلاح کے محتاج ہیں۔ ہم دوسروں کی اصلاح کیا کر سکتے ہیں، دین خدا کا ہے وہ جس سے چاہے اپنے دین کا کام لے، ہماری حقیقت ہی کیا ہے، ہمارے پاس نہ علم ہے نہ فضل اللہ کا احسان ہے جو ہم سے خدمت لے لے ہمارا اعتقاد ہے کہ مخلوق سُنے نہ سُنے خدا سُنتا ہے۔

ہم کو تاکید ہے ہم مسلمانوں کی عزت کریں، نہایت نرمی اور تواضع سے تبلیغ کریں۔ اور ہر قسم کی سختی اور درشتی برداشت کریں۔

بستی کے قریب ہم جاتے ہیں تو ہم دعا کرتے ہیں کہ یا الٰہی ہم کو اس بستی کے رہنے والوں کے شر سے امان دے۔ ہم جو کچھ کہیں وہ ان کے دل میں اتار دے، اگر مکروہ وقت نہیں ہوتا تو دو رکعت نماز نفل پڑھتے ہیں، اس کے بعد ہم تبلیغ کے لئے نکلتے ہیں۔"

ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۰ھ (نومبر ۱۹۴۱ء) قصبہ نوح ضلع گوڑگانواں میں عظیم الشان تبلیغی اجتماع ہوا تھا، جس میں تقریباً پندرہ بیس ہزار آدمیوں نے شرکت کی تھی،

www.abulhasanalinadwi.org

اس اجتماع میں بکثرت تیس اور چالیس کوس سے پیدل چل کر آنے والے تھے، یہ جلسہ، جلسہ سے زیادہ ایک زندہ خانقاہ معلوم ہوتا تھا، جس میں عبادت و ذکر، نمازوں کی پابندی اور ذوق نوافل کے ساتھ چستی و مستعدی، جفاکشی و مجاہدہ سادگی اور بے تکلفی، تواضع و خدمت اہل علم و دین کی توقیر اور اسلامی اخلاق کے مؤثر مناظر دیکھنے میں آتے تھے، اس اجتماع سے واپسی پر خاکسار راقم الحروف نے "الندوہ" کے شذرات میں اپنے تاثر کا اظہار کیا تھا اور اہلِ طلب اور اہل شوق کو اس تحریک کے مرکز اور طریق کار کا مطالعہ کرنے اور عملی واقفیت پیدا کرنے کی ترغیب دی تھی، یہ تحریر اسی شذرہ پر ختم کی جاتی ہے۔

"ان تمام لوگوں کے لئے جو دین کا ذوق اور فہم رکھتے ہیں اور اس زمانہ کی ہنگامہ آرائیوں سے اُکتا چکے ہیں اور جن کے نزدیک طریق نبوت ہی عمل کا صحیح راستہ ہے، نیز ان لوگوں کے لئے جو اپنے زمانہ کی دینی ویرانی پر حسرت کرتے ہیں، مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ دہلی بستی حضرت نظام الدینؒ میں مولانا محمد الیاس[1] صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوں اور ان کے ساتھ کچھ وقت صرف کریں اور میوات میں جاکر تبلیغ کا کام اور اس کا نظام بھی دیکھیں اور اس کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں تعجب ہے کہ لوگ تاریخ کے آثار قدیمہ بادشاہوں کی منہدم عمارتیں اور شکستہ

(۱) یہ تحریر مولانا مرحوم کی زندگی کی ہے، مولانا کا ۱۹۴۴ء میں انتقال ہوگیا، اب ان کی جگہ مولانا محمد یوسف صاحب ہیں اور بحمدہ دینی تحریک اسی طرح جاری ہے (م ث) افسوس کہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ۲ / اپریل ۱۹۶۵ء کو واصل بحق ہوگئے اور اب ان کی جگہ حضرت مولانا انعام الحسن مدظلہ، ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

مقبرے دیکھنے دُور دُور جاتے ہیں لیکن قرن اولیٰ کے زندہ نمونے اور اسلام کی جیتی جاگتی تصویریں دیکھنے کے شوقین اور اس کے لئے سفر کی زحمت گوارا کرنے والے بہت کم ہیں۔ حقیقت ہے کہ معاصرت بڑا حجاب ہے۔"(۱)

تاریخ کتابت عکسی ۲؍ستمبر ۱۹۸۲ء

(۱) الندوہ ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۲ھ (دسمبر ۱۹۴۳ء)

www.abulhasanalinadwi.org

فضائلِ حج عکسی

از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم

● حج کے فضائل ● حج کے آداب ● حج کی حکمتیں، حج کی حقیقت ● حج نہ کرنے پر دنیوی وبال و اُخروی عذاب ● عورتوں کا حج و عمرہ، فضائل عمرہ ● فضائل مکہ معظمہ ● فضائل مدینہ طیبہ ● آداب حرمین شریفین، آداب زیارتِ نبوی ﷺ ● حج نبوی ﷺ ● حج خلفائے راشدین ● عشاق و حجاج کی ستر حکایات ● ہمارے یہاں سے پہلی مرتبہ عکسی چھپ رہی ہے، قیمت

کتابت خوشنما۔ طباعت بذریعہ آفسٹ مشین۔ جلد مطبوعہ رنگین بطرز جدید

رسالہ الفرقان لکھنؤ کا حضرت مولانا محمد یوسف نمبر ہمارے یہاں سے حاصل کیجئے

www.abulhasanalinadwi.org

حیاۃ الصحابہ رض

(تالیف)

رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی مدظلہ

ترجمہ

حضرت مولانا محمد عثمان خاں صاحب فیض آبادی مدظلہ

حضرات صحابہ کرامؓ کی دعوتِ اسلام کیلئے محنت و جد وجہد، ان کے سرفروشانہ مجاہدات، مخصوص صفات و کمالات، پاکیزہ حالات و واقعات، فقر و صبر، زہد و قناعت اور ایمان و یقین سے متعلق احادیث و قصص کا وہ دلکش مجموعہ ہے جسکے پڑھنے سے عہدِ رسالت و خلافتِ راشدہ کے چلتے پھرتے عملی نمونے دل و دماغ میں سما جاتے ہیں جس کی درس و تدریس حالاتِ حاضرہ میں بیحد ضروری ہے ترجمہ علمائے حقانی کا پسندیدہ، لفظی و معنوی خصوصیات کے ساتھ با محاورہ عام فہم۔ کتابت و کاغذ عمدہ، طباعت عکسی بذریعہ آفسٹ مشین سائز ۲۲×۱۸/۸

عربی زبان میں ہر جلد۔ مکمل مجلد اردو ترجمہ جلد اوّل۔ دوم۔ سوم۔ مکمل مجلد

انگریزی زبان میں ترجمہ از ڈاکٹر ماجد علی خاں صاحب
ہر حصہ مجلد مع گرد پوش

www.abulhasanalinadwi.org